ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
مکتوباتِ
اکابرِ دیوبند
toobaa-elibrary.blogspot.com
ناشر
معراج بک ڈپو دیوبند

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
مکتوباتِ
اکابرِ دیوبند
ناشر
معراج بک ڈپو دیوبند
923

مکتوباتِ اکابرِ دیوبندؒ

مُرتّب
مولانا نسیم احمد صاحب فریدی امروہوی

جامع
دفتری نور الحق صاحب عثمانی دیوبندی مرحوم
نواسہ قطب عالم حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب
دیوبندی قدس اللہ سرہ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر
معراج بکڈپو دیوبند ضلع سہارنپور (یو پی)
(انڈیا)

قیمت

مکتوباتِ اکابرِ دیوبند

فہرست خطوط

۷۸۶

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بزرگانِ دین و اولیائے اسلام کے مکتوبات کی برکت کی اہمیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اُن کی زندگی مسلمانوں کے لیئے مشعلِ راہ رہی اور بعدِ وصال مکتوبات نے بے شمار اصلاحی کام انجام دیئے تاریخ میں وہ بے شمار اہم واقعات ملیں گے جن کی نشاندہی اور سند مکتوبات کی بنیاد پر قائم ہے۔

شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب فاروقی مجددی مہاجر مدینہ رح۔ شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہؒ قاسم المعارف حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح۔ قطب الوقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح۔ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب عثمانی دیوبندی، نقشبندی، مجددی، مہتمم اول دارالعلوم دیوبند، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ اسیرِ مالٹا۔ مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولٰنا عزیزالرحمٰن صاحب دیوبندی نقشبندی، مجددی رح اور دیگر صاحبِ کشف و کرامات بزرگوں کے یہ قلمی مکتوبات اُمتِ مسلمہ کے لیئے بیش قیمت تحفے سے کم نہیں۔

میرے نانا مرحوم دفتری نورالحق صاحب نواسہ حضرت مولانا

شاہ رفیع الدین صاحبؒ دیوبندی نقشبندی مجددی مہتمم اول دارالعلوم دیوبند کی دیرینہ آرزو اور دلی تمنّا تھی کہ "یہ مکتوبات اکابرِ دیوبند" شائع ہوجائیں۔ مگر نوجوان صاحبزادہ مطیع الحق عثمانی مرحوم کے انتقال اور مسلسل حوادثات نے موصوف کو علائقِ دُنیوی سے یک گونہ لاتعلق کردیا تھا، آخرکار یہ نمونۂ اسلاف درویش صفت انسان بھی اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اور یہ انمول ذخیرہ چھپ نہ سکا۔

میرے نانا حضرت محمد نورالحق صاحب عثمانیؒ کے معتمد جناب مولوی حکیم محمد اسحاق صاحب نے اِس خاندانی گنجینۂ عجائب کی حفاظت کی اور اُس کی اِشاعت کی ذمّہ داریاں احقر کے سپُرد کردیں۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ اِن بزرگانِ دین کا یہ فیض عام ہو، اور متعلقین اس سے استفادہ حاصل کریں۔ آمین

انظارالحق عثمانی بی کام
۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۰ھ
مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرزمین دیوبند، دارالعلوم کی وجہ سے تو تقریباً ایک صدی سے شہرت پذیر ہے ہی لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ قیام دارالعلوم سے پہلے بھی یہ علماء و صلحاء کا مستقر رہی ہے۔ یہاں کئی خاندان تھے جن کے اسلاف و اخلاف اپنے اپنے وقت میں دینداری، تقویٰ شعاری اور کمالِ علم و فن میں مشہور و معروف رہے ہیں۔ انھیں خاندانوں میں سے ایک خاندان عثمانی شیوخ کا بھی ہے جس میں اعیان واکابر کا وجود ہر دور میں پایا جاتا ہے۔

بارھویں صدی ہجری میں ایک خوش قسمت شخصیت شیخ محمود بخش عثمانی رح کی تھی۔ جن کے پانچ صاحبزادے تھے۔ ان پانچ میں سے تین صاحبزادے ازرُوئے روایت خاندان بہمراہی حضرت سید احمد شہیدؒ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(مرزا مظہر جانِ جاناں رح)

شیخ محمود بخش رح کے ایک صاحبزادے مولانا فریدالدین رح تھے (جن کا مزار احاطہ دارِ جدید دارالعلوم کے شمالی دروازے کے باہر ہے) جو کہ بڑے عالم و فاضل و اعلیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرزمین دیوبند، دارالعلوم کی وجہ سے تو تقریباً ایک صدی سے شہرت پذیر رہی ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ قیام دارالعلوم سے پہلے بھی یہ علماء و صلحاء کا مستقر رہی ہے۔ یہاں کئی خاندان تھے جن کے اسلاف و اخلاف اپنے اپنے وقت میں دینداری، تقویٰ شعاری اور کمالِ علم و فن میں مشہور و معروف رہے ہیں۔ انھیں خاندانوں میں سے ایک خاندان عثمانی شیوخ کا بھی ہے جس میں اعیان و اکابر کا وجود ہر دور میں پایا جاتا ہے۔

بارھویں صدی ہجری میں ایک خوش قسمت شخصیت شیخ محمود بخش عثمانیؒ کی تھی۔ جن کے پانچ صاحبزادے تھے۔ ان پانچ میں سے تین صاحبزادے از رُوئے روایتِ خاندان بہمراہی حضرت سید احمد شہیدؒ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(مرزا مظہر جانِ جاناںؒ)

شیخ محمود بخشؒ کے ایک صاحبزادے مولانا فرید الدینؒ تھے (جن کا مزار احاطۂ دارِ جدید دارالعلوم کے شمالی دروازے کے باہر ہے) جو کہ بڑے عالم و فاضل و اعلیٰ

کردار کے مالک تھے۔

دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم مولانا رفیع الدین عثمانی نقشبندیؒ جو حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندیؒ مجددی مہاجر مدینہ کے خلیفہ اور حضرت حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکہ کے مجاز تھے۔ مولانا فرید الدین عثمانیؒ کے بلند اخلاق اور نیک صفات صاحبزادے تھے۔

ذیل کے نقشہ سے کچھ مزید معلومات حاصل ہوں گی۔

شیخ محمود بخش عثمانی علیہ الرحمۃ

مولانا فرید الدینؒ — محمد صابرؒ — بلند بختؒ — سید احمدؒ — فتح علیؒ

بلند بخت: شہید بالاکوٹ — سید احمد: شہید بالاکوٹ — فتح علی: شہید بالاکوٹ

محمد صابر: صاحب اولاد

مولانا فرید الدین: دختر — پسر

پسر: مولانا رفیع الدینؒ

ان سے مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کی صاحبزادی منسوب ہوئی تھیں جن کے بطن سے ایک لڑکی تھی اور لڑکی کی اولاد موجود ہے۔

مولانا رفیع الدینؒ: پسر — دختر

پسر: حافظ احمد سعید

دختر: اُمّ خاتون

اُمّ خاتون: پسر — دفتری نور الحق عثمانی جامع مکتوبات اکابر

مولانا رفیع الدین دیوبندی عثمانیؒ ابن مولانا فرید الدین عثمانیؒ مورخہ ۲۹ ماہِ رمضان المبارک سنہ ۱۲۵۰ ہجری کو دیوبند میں پیدا ہوئے اور مورخہ ۱۲ ماہِ جمادی الثانیہ شب پنجشنبہ سنہ ۱۳۰۸ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ عبدالغنی مجددی محدث دہلویؒ کے

زیر قدم نزد مزارِ مبارک حضرت سیدنا عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے۔

مولانا موصوف رحؒ نے تمام عمر تکمیلِ دین، تزکیۂ نفس، اتباع سنت اور اتمامِ علومِ دینیہ میں گزار دی اور ہندوستان کے اندر جس مدنی آقا کی تعلیمات و فرمودات کی اشاعت میں شب و روز جدّوجہد کرکے تن من دھن کی بازی لگائی تھی اسی آقا کے قدموں میں اپنی جانِ عزیز دیکر عمر بھر کی بے قراری کو تسکین دیدی۔

دارالعلوم کی قدیم روئدادوں، اکابر کے ملفوظات، خاندانی روایات اور بزرگوں کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ مکتوبات کی مدد سے مولانا رفیع الدین عثمانی رحؒ کے حالات میں اچھی خاصی کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔ اس مجموعۂ مکتوباتِ اکابر کی روشنی میں بھی ان کی زندگی کے بہت سے واقعات اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے دورِ اوّل میں جن اکابر ملت نے تعلیم حاصل کی ہے اور ان کو مولانا رفیع الدین عثمانی رحؒ کے زیرِ اہتمام اپنے تعلیمی زمانے کو گذارنے کا موقع ملا ہے ان میں ایک حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صدیقی رحؒ امروہی محشی تفسیر بیضاوی بھی ہیں۔ ان کی زبانی احقر کو مولانا رفیع الدینؒ کا تذکرہ سننے کا متعدد بار اتفاق ہوا ہے۔

حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی ایک خصوصیت یہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ وہ صبح کو نماز کے لیے طلباء کو بیدار کرتے تھے اور یہ کلمات اپنی زبان سے خاص انداز میں ادا فرماتے تھے۔ خفتنو! اٹھو! (خفتن بمعنی سونا، سے مشتق ہے)

حاجی بہادر شاہ خاں صاحب رام پوری کے سفرنامے مسمّٰی بہ ”رفیقِ حج“

میں بھی کئی جگہ مولانا رفیع الدین صاحب دیوبندیؒ کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ اس سفرنامے میں سفر مدینہ طیبہ کے تحت لکھا ہے:۔

"میں عبدالکریم شمس الدین کی دوکان پر بیٹھا تھا۔ دس بجے دن کے مولوی کوثر علی صاحب (جو کہ مکہ معظمہ میں رہتے ہیں اور یہاں (جدہ میں) مولوی رفیع الدین صاحب کو پہنچانے آئے ہیں) آئے اور کہا کہ ابھی معلوم ہوا ہے کہ ایک جہاز بمبو دینبوع، کو آج ہی جانے والا ہے۔ مولوی رفیع الدین صاحبؒ کو خبر کردیں۔ چنانچہ میں اور وہ دونوں مولوی رفیع الدین صاحبؒ کے پاس گئے"

(رفیقِ حج حالات محرم ۱۳۰۷ھ)

اس کے بعد اسی سفرنامہ میں ہے:۔

"مولوی رفیع الدین صاحبؒ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ٹکٹ لے لیا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس خرچ کافی نہیں ہے صرف نو ۹ روپیہ ہیں۔ انھوں نے فرمایا توکّل پر چلو۔ میں نے اسی وقت جاکر جہاز کا ٹکٹ چار روپیہ پانچ آنے کو لے لیا۔ یہ مولوی رفیع الدین صاحب دیوبند کے مدرسہ کے مہتمم ہیں، ہجرت کرکے ہندوستان سے ۱۳۰۶ھ میں چلے آئے ہیں" (رفیق حج ص۵۶)

اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"نہایت وحشت ناک خبریں لوٹ مار کی سُنی جاتی ہیں کوئی کہتا ہے، بدوؤں نے راستہ بند کردیا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔ آج ساری رات جاگ کر کاٹی۔

مولوی رفیع الدین صاحب دیوبندی، وصیت علی چاندپوری

اور ایک بنگالی مولوی صاحب ساکن چٹگاؤں۔ اور ایک صاحب
میرٹھ کے ضلع کے ہیں منشی ممتاز علی صاحب، صاحب مطبع میرٹھ
بھی انہیں بارہ آدمیوں میں ہیں"۔ (ص۵۸)

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

صبح آٹھ بجے مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفہا میں پہنچا، مولوی رفیع الدین
صاحب کے ساتھ، مولوی عبدالغنی صاحبؒ (یعنی شاہ صاحب
مجددی) کے مکان پر جا کر ٹھہرا۔ مولوی شاہ عبدالغنی صاحبؒ کا تو
انتقال ہوگیا ہے، یہ مکان ان کی بی بی اور داماد کے قبضے
میں ہے۔ ان کے داماد نے ہماری صبح و شام دو وقت کی
دعوت کی۔ کھانے ہندوستانی تھے اور بہت عمدہ"

(رفیق حج ص۹۰ (حالات بابت محرم ۱۳۰۷ھ)

جامع مکتوبات، دفتری نور الحق صاحب عثمانی مدظلہ، مولانا رفیع الدین
عثمانی دیوبندیؒ کے نواسے ہیں۔ میرا قیام تعلیمی سلسلہ میں دارالعلوم کے
اندر ۵۵ھ سے اوائل ۵۸ھ تک رہا۔ اس زمانے میں مجھے دفتری
صاحب کا تعارف حاصل نہ تھا۔ اب سے دو تین سال پیشتر
بوساطت محترم المقام منشی سید محمد شفیع صاحب حسن پوری مدظلہ مجھے ان سے
ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے مجھے بزرگوں کے وہ تمام
تبرکات دکھائے جو ان کے پاس محفوظ ہیں، خاندانی شجرے،
علمی دستاویزیں، اہل سلوک کی یادداشتیں، پُراز معلومات بیاضیں
اکابر ملت کے دست خاص سے لکھے ہوئے مکتوبات و مخطوطات
بڑی حفاظت سے ان کے پاس موجود ہیں۔ ایک عجیب صفت کی

رحل جس پر مولانا رفیع الدین صاحبؒ تلاوتِ قرآن کیا کرتے تھے۔ اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کا مستعمل پیرہن[۵] نیز دیگر بزرگانِ سلسلہ دیوبند کے ملبوسات حتیٰ کہ حضرت شیخ الاسلامؒ کی کلاہِ مبارک یہ سب تبرکات انہوں نے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھے ہیں۔

میں نے ان سب تبرکات کی زیارت کی ہے اور کئی مرتبہ اپنی آنکھوں کو ان کے دیدار سے مشرف کیا ہے۔

میں نے دفتری صاحب کے پاس حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ کا ایک غیر مطبوعہ وعظ بھی دیکھا جس کو من وعن قلمبند کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا یعقوبؒ کی ایک تحریر دیکھی جو تحذیر الناس سے متعلق ہے اور کم فہموں کی کم فہمی کے باعث اس کتاب پر جو شورش برپا ہوئی ہے اس کا تذکرہ اس میں کیا گیا ہے۔ یہاں حضرت مولانا نانوتویؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کی وہ نصائح بھی دیکھیں جو اربابِ سلوک کے لیے لکھی گئی ہیں اور اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔ میں کیا بتاؤں کہ میں نے اُن کے پاس کیا کیا دیکھا۔ میں نے اور مقامات پر بھی بزرگوں کے مخطوطات اور تبرکات دیکھے ہیں۔ لیکن دفتری صاحب کے یہاں مجھے اہتمامِ تحفظ کی ایک خاص شان نظر آئی۔

---

[۵] دفتری صاحب سے معلوم ہوا کہ میاں جان خیاط کے ہاتھ سے سلوا کر سال بھر میں بارہ[۱۲] جوڑے حضرت مولانا رفیع الدینؒ کی جانب سے بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ کے پاس مدینہ منورہ بھیجے جایا کرتے تھے۔ انہی ملبوسات میں سے ایک مرتبہ کا مستعمل پیرہن بعد وفات حضرت شاہ صاحبؒ مولانا رفیع الدین صاحبؒ کو حاصل ہوا۔

ان تبرکات میں مکتوباتِ اکابر کا ذخیرہ بہت ہی قیمتی اور بڑا ہی مقدس ہے۔ مکرمی سید محمد شفیع صاحب حسن پوری کا میں ممنون ہوں کہ انہوں نے اس تاریخی ذخیرے کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔
ان مکتوبات کے شائع کرنے کا ارادہ ہوا تو دفتری صاحب نے سید صاحب موصوف کے مشورے سے مجھ نا اہل کو لکھا کہ اس مجموعہ مکتوباتِ اکابر پر ایک مقدمہ لکھ دوں۔ میں نے اپنی نا اہلی کو سامنے رکھ کر عذر تو کیا لیکن جی یہی چاہتا تھا کہ اس بہانے مکتوبات کے مطالعہ کا شرف حاصل ہو جائے اور کچھ لکھا جا سکے تو لکھ بھی دیا جائے تاکہ مکتوباتِ اکابر کی ہمسائیگی سے میری ناچیز تحریر کو بھی شرف حاصل ہو جائے۔ مجھے شرمندگی ہے کہ بڑی تاخیر سے دفتری صاحب کے پے بہ پے تقاضوں کے بعد یہ مقدمہ لکھ کر روانہ کر رہا ہوں۔ اور پھر بھی اس اہم مجموعۂ مکتوبات کے شایانِ شان نہ لکھ سکا۔

جن اکابر کے مکتوبات سے یہ مجموعہ مزین ہے ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر مکہ رحؒ۔
(۲) شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد الغنی فاروقی مجددی مہاجر مدینہ رحؒ۔
(۳) قاسم المعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحؒ۔
(۴) قطب الوقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحؒ۔
(۵) اُستاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحؒ۔
(۶) دار العلوم کے مہتمم اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین عثمانی دیوبندی رحؒ۔
(۷) اُستاذ شیخ الاسلام رحؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن محدث دیوبندی رحؒ۔

(۸) مفتیٔ دار العلوم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن مجددی دیوبندیؒ۔
(۹) حضرت مولانا عبد القادر خلف الرشید حضرت شاہ عبد الغنی مجددیؒ۔
(۱۰) شیخ منظور احمد صاحب دیوبندیؒ۔
(۱۱) مولانا ابراہیم صاحب کرانچویؒ۔

ان بزرگوں کی تحریروں میں سے ہر ایک تحریر آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ان تحریروں میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے مطالعے سے اکابرِ دیوبند اور دار العلوم کی تاریخ کے بہت سے گوشے واضح ہو جاتے ہیں

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات، مولانا رفیع الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں۔ ان مکتوبات میں سے ایک مکتوب کا عکس سوانح قاسمی جلد سوم مؤلفہ مولانا گیلانیؒ میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ حضرت حاجی صاحب کے مکتوبات اگرچہ مختصر ہیں اور کم تعداد میں ہیں لیکن ان کے پڑھنے سے معلومات میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہوتا ہے۔ دار العلوم سے متعلق یہ باتیں انھیں مکتوبات سے معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند کو ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے امداد دیا کرتے تھے۔ ایک سال۔ سالِ تمام کا امدادی چندہ مبلغ بارہ روپیہ مولانا سید احمد صاحب دہلویؒ مدرس دار العلوم کے ہاتھ روانہ کیا اور ایک سال منشی مولا بخش صاحب کی معرفت۔

(۲) دار العلوم میں علمِ معقول کی تعلیم موقوف کرنے کو حضرت حاجی صاحبؒ خلافِ مصلحت قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں ہے "فقیر نے سنا ہے کہ تم نے تحصیل علمِ معقول کی ترک کر دی

(علم معقول نہیں پڑھائی جاتی، یہ بات خلاف مصلحت کے ہے۔ اور آئندہ اس کا نقصان اور قباحت معلوم ہوگی، اس وقت یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ یہ بھی داخل تحصیل اس مدرسہ کی رہے کہ اس میں بھی علم دین کی قوت ہوگی۔ اس نیت سے پڑھنا پڑھانا مضائقہ نہیں۔

(۳) حضرت حاجی صاحب قدس سرّہٗ کو حضرت قاسم العلوم والمعارف کی وفات کی خبر پہنچی تو کتنا صدمہ ہوا اور کیا تأثرات رونما ہوئے، ان جملوں سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔

"اس صدمے نے ہم سب کو ضعیفی میں ڈال دیا"

ایک جگہ تحریر فرمایا:۔

"اس صدمے نے فقیر کو زندگی سے بے مزہ کر دیا"

ایک موقع پر ارقام فرمایا:۔

"جو تم میں بڑے اور مدرسے کے سرپرست تھے، مولانا محمد قاسم رحؒ راہئ دار بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اب تم کو چاہیئے کہ جان و دل سے مدرسہ کی بہبودی اور بھلائی میں کوشش و سعی کرو کہ جس سے نعمائے دارین حاصل ہوں"

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"سب مدرسہ کی طرف توجّہ رکھیں کہ عزیزم (مولانا محمد قاسمؒ) رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عمدہ یادگار یہی مدرسہ ہے"

ایک موقع پر رقمطراز ہیں:۔

"فقیر چاہتا تھا کہ برخوردار احمد (حافظ احمد صاحبؒ، یعنی

فرزند عزیز مرحوم کو اپنے پاس بلا کر رکھوں اور یہاں مدرسہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی خدمت میں تحصیلِ علم کرے مگر اس کی والدہ شاید جُدائی کو گوارہ نہ رکھے۔“

(۴) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ کے بارے میں ایک مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں:۔

”مولوی رشید احمد صاحب را بجائے فقیر دانستہ ہرچہ پرسیدن باشد از وشاں استفسار نمودہ بہ عمل آرند۔“

یعنی مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کو میرا قائم مقام سمجھ کر جو کچھ دریافت کرنا ہو ان سے دریافت کریں اور اس پر عمل کریں۔

(۵) دورۂ صحاح ستّہ کے بارے میں ایک مکتوب میں ہدایت فرمائی ہے:۔

”مدرسہ میں صحاح ستّہ سال بھر میں اسی طرح ختم ہوا کرے جیسے حضرت مولانا احمد علی مرحوم (سہارنپوری) کی ہوتی تھی۔“

حضرت شاہ عبد الغنی ؒ کے مکاتیب ایک مکتوب کے علاوہ سب کے سب مولوی عظمت اللہ صاحب ؒ کے نام ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بڈھانے کے رہنے والے تھے۔ ان کے نام کے آئے ہوئے مکتوبات بھی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین ؒ کے یہاں محفوظ ہو گئے۔

حضرت مولانا محمد قاسم ؒ اور حضرت مولوی رشید احمد ؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب ؒ کے مکاتیب دفتری صاحب کے والد ماجد مولانا ضیاء الحق صاحب عثمانی ؒ کے نام ہیں۔ ان میں بھی بہت سی علمی و دینی، اخلاقی و روحانی ہدایات وارشادات قابلِ دید اور قابلِ عمل ہیں۔

ان مکتوبات کے مکتوب الیہ، مولانا ضیاء الحق صاحب عثمانی۔ مولانا رفیع الدین صاحب عثمانیؒ کے داماد تھے اور ان تمام اکابر سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کا بھی ایک مکتوب مبارک ان کے نام ہے۔

دفتری صاحب کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ان کے والد ماجد مولانا ضیاء الحق صاحب عثمانیؒ نے حضرت قاسم المعارفؒ کی مفصل سوانح عمری لکھی تھی، احقر نے اس کے مطالعے کی انتہائی کوشش کی۔ دفتری صاحب ہی سے معلوم ہوا کہ وہ ان کے کسی عزیز کے پاس ہے۔ گزشتہ سال انھوں نے یہ افسوسناک خبر سنائی کہ وہ سوانح عمری دارالعلوم دیوبند کے ایک اعلیٰ ذمہ دار شخص نے لے کر تلف کر دی۔ مولانا ضیاء الحق عثمانیؒ کی ایک بیاض سے حضرت مولانا نانوتویؒ کی مجمل و مختصر سوانح عمری پیش کرتا ہوں۔ واقعی کوزے میں دریا کو بند کیا گیا ہے۔ سنیے:-

"مولانا محمد قاسم صاحبؒ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۹۷ھ میں بمقام دیوبند وفات پائی۔ آپ کی عمر انچاس سال چار ماہ چار یوم ہوئی اور ایک روایت سے پونے اڑتالیس برس کی ہوئی۔ اور یہ عمر اس تفصیل سے بسر ہوئی۔ نو سال والدین کے ناز و نعمت میں۔ آٹھ سال تعلیم و تربیت میں۔ آٹھ سال آزادی اور ذکر و شغل میں چوبیس سال ترقیٔ اسلام و رفاہِ مسلمین میں۔

دنیا میں حضرت مولانا کا مشہور نام محمد قاسم، تاریخی نام خورشید حسین، تخلص قاسم، کنیت ابو المساکین اور عالم ارواح میں شمس الاسلام

اور مولانا مرحوم کے نامزد ہونے کی تفصیل اس طرح پر ہے۔ عرفی نام تو آپ کو باپ دادا سے ملا۔ تاریخی نام اور تخلص بنفسِ نفیس تجویز فرمایا، اور کنیت پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب چشتی کی حضور سے عطا ہوا۔ اور شمس الاسلام سرکار احکم الحاکمین سے عنایت ہوا۔ مورخہ ۴ر جمادی الاول ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۵ر اپریل ۱۸۸۰ء یوم پنجشنبہ بوقت ایک بجے دن کے قبل از ظہر ضیق النفس کی بیماری سے انتقال فرمایا۔"

اس مجموعے کے بعض مکتوبات سے حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ (متوفی ۱۲۹۶ھ) اور حضرت شاہ رفیع الدین عثمانی رح (متوفی ۱۳۰۸ھ) کی وفات کے چشم دید حالات و واقعات بھی ملیں گے۔ اس مجموعے میں ایک تحریر حضرت مولانا محمد یعقوبؒ کی بھی شامل ہے جس کو احسان و تصوف کا ایک مختصر اور جامع رسالہ کہنا چاہیئے۔

اس میں ایک مفصل مکتوب حضرت شیخ الہندؒ کا ہے جس میں میرٹھ کے ایک حکیم صاحب کے ایک علمی استفسار کا تفصیلی جواب ہے یہ مکتوب گرامی بھی بڑا قیمتی اور اہم ہے اور ایک مستقل رسالے کی حیثیت رکھتا ہے۔ استاذنا حضرت شیخ الادب والفقہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ بھی اس مکتوب پر ہے وہ اس تقریظ کے آخر میں فرماتے ہیں:۔

"دفتری صاحب نے ارادہ کیا کہ اس گنج گراں مایہ کو اہلِ علم کی خدمت میں پیش کریں۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء مجھ کو یقین ہے کہ اہلِ علم کے لیئے یہ ذخیرہ بیش بہا ذخیرہ ہوگا اور وہ مستفیض ہو کر دفتری صاحب کے حق میں دعائیں دیں گے۔"

آخر میں مَیں بھی حق سبحانہٗ کی درگاہ میں دعاء کرتا ہوں کہ وہ اس مجموعے کو جلد از جلد شائع ہونے کا موقع مہیّا کرے اور اُمتِ مسلمہ کے لیئے نافع بنائے اور دفتری صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس کو محفوظ رکھ کر اس سے تمتع حاصل کرنے والوں کے لیئے سہولت پیدا کی ۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی حُسنِ عمل کی توفیق دے ۔ بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلائے اور خاتمہ بالخیر کرے ۔ آمین ۔

نسیم احمد فریدی غفرلہٗ
۱۹ ر ذی قعدہ ۷۸ھ
مطابق ۲۸ ر مئی ۵۹ء

مُقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیادہ زمانہ نہیں گذرا۔ اب سے تیس چالیس برس پہلے تک بھی مسلمانوں میں مذہبی شغف تھا۔ علماء سے ملاقات کے وقت مسائلِ دینیہ ہی پوچھے جاتے تھے، انھیں کی تحقیق ہوتی تھی، بلکہ باہمی خط و کتابت، آپس کی مراسلت میں بھی مسائل ہی کا ذکر آتا تھا۔

دیکھتے دیکھتے اس میں غیر محسوس تنزّل و انحطاط آتا گیا، اور جبکہ راستہ چلنے والے ہی اندھیرے کو پسند کریں، اندھیرے میں ٹھوکریں کھانے پر فخر کریں تو راستہ میں روشنی فضول ہے، اسی لئے جبکہ مسلمانوں نے اسلام سے (نعوذ باللہ) استغناء برتنا شروع کیا تو معارفِ اسلام و حقائقِ مذہب کے جاننے والے علماء بھی کم ہوتے گئے، حتیٰ کہ نظرِ صحیح کے بعد معلوم ہوگا کہ حقیقی طور پر عالم کہے جانے کے مصداق علماء انگلیوں کے نشانوں پر گِنے جا سکتے ہیں۔

علمائے ربّانیین کا مجمع آخری دَور میں ضلع سہارنپور میں رہا، ان کے علمی فیوض اطرافِ عالَم کو منوّر کیے ہوئے تھے۔ تشنگانِ علوم دُور دُور سے آتے تھے اور سیراب ہو کر جاتے تھے۔ یہ مجامع اگرچہ

اب کالعدم ہو چکے ہیں مگر ان کے دھندلے نقوش ہماری آنکھوں نے بھی دیکھے ہیں۔ اب یہ علم کے خزائن زمین کے اندر ہیں، زمین پر ان کا کوئی نشان نہیں ؎

کیسی کیسی صورتیں آنکھوں سے پنہاں ہوگئیں
کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشاں ہوگئیں

اس سلسلہ میں دفتری نورالحق صاحب کے پاس ایک خط تھا، جو حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے ایک صاحب حکیم محمد محسن صاحب ساکن میرٹھ کے نام تحریر فرمایا تھا۔

حکیم صاحب نے نماز کے متعلق سوالات کیئے تھے کہ شب و روز میں پانچ ہی نمازیں کیوں فرض ہوئیں، کمی بیشی بھی تو ہو سکتی تھی پھر یہی اوقات کیوں مخصوص کر دیئے گئے، ان کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی تو نمازیں پڑھنی فرض ہو سکتی تھیں، پھر تعداد رکعات کی تعیین کیوں ہوئی، وغیرہ وغیرہ۔

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے اس کا جواب دیا۔ خط زیادہ طویل نہیں ہے۔ مگر اختصار کے ساتھ جواب میں علوم و معارف کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ضروری امور بھی اس میں موجود ہیں۔

آج کل جس طرح جسمانی غذا کا احتکار کیا جا رہا ہے اس سے زیادہ روحانی غذا (علوم دینیہ) کا احتکار جاری ہے۔ مخلوق فاقوں مرتی ہے مگر غلہ سے نفع اندوزی کرنے والے اسی انتظار میں ہیں کہ نایابی اور بڑھے تو ہم فروخت کریں۔

اسی طرح بے علمی کی وجہ سے ضلالت پھیلتی جارہی ہے۔ مگر جس کے پاس علمی خزینہ ہے وہ اس کو چھپائے ہوئے ہے۔ دیمک لگ جاوے مگر طالبانِ علم فیضیاب نہ ہوں۔ اور بعض گھرانوں میں تو علمائے دین کے پسماندہ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ کے مصداق ہیں۔

دفتری صاحب نے ارادہ کیا کہ اس گنج گراں مایہ کو اہلِ علم کی خدمت میں پیش کریں۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاء

مجھ کو یقین ہے کہ اہلِ علم کے لیئے یہ ذخیرہ بیش بہا ذخیرہ ہوگا اور وہ مستفیض ہوکر دفتری صاحب کے حق میں دعائیں کریں گے۔

محمد اعزاز علی غفر لہٗ امروہوی
۳ر جمادی الاولی ۱۳۶۹ھ
سہ شنبہ

خطوط حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ

(۱)

از فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ

بخدمت با برکت محبیّ و مخلصی مولوی محمد رفیع الدین صاحب زید عرفانہ باللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعائے ترقی درجات عالیات واضح رائے عزیز باد مکاتبہ شریفہ مع صحت مزاجی سامی ورود آوردہ مسرور نمودہ از حال مندرجہ اش آگاہی بخشید۔

عزیز من! آں چہ محبت و عقیدتِ خود بہ نسبتِ فقیر تحریر کردہ اند حاجت نہ بود۔ فقیر می داند کہ شمارا از قدیم محبت ست از فقیر و بجائے مرشدِ خود می دانند چناں چہ فقیر ہم شمارا عزیز می داند مثل عزیزم مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہ جماعتِ خود می داند ہیچ فرق نہ کند و محبت فی ما بین فقیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کہ بود ہمہ میدانند غرض آنچہ در مقدمہ اجازت نوشتند بموجب درخواستِ شما اجازت عام دادم باجازتے کہ دادم را مشایخانِ طریقت پس ہر کدام کہ طالبِ نامِ حق آید و صادق باشد و در سلسلۂ فقیر

داخل شدن خواہد از و بیعت گرفتہ باستعداد و قابلیت از تلقین ذکر و شغل و مراقبہ کردہ دہند و بر حالِ او توجہ دارند و اذکار و اشتغال طرق اربعہ در ضیاء القلوب موجود اند و اورادِ ضروری در رسالہ ارشادِ مرشد ہم اندازاں گرفتہ بکار برند و مولوی رشید احمد صاحب را بجائے فقیر دانستہ ہرچہ پرسیدن باشد از وشاں استفسار نمودہ بہ عمل آرند۔ باقی شمارا اذکار و اشغال طرقِ اربعہ از حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاصل اند حاجتِ تحریر نیست، پرچہ علیحدہ بطریقِ اجازت نامہ مع مُہر ملفوف خطِ ہذا است ملاحظہ نمودہ نزدِ خود نگاہ دارند و یقین کہ مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہ جماعتِ فقیر از شما مغایرت ندارند فقط باندرونِ خود مع اولادِ خود سلام دعا رگویند مبلغ دوازدہ روپیہ تنخواہ مدرسہ ہمراہ منشی مولابخش صاحب برسند از رسیدش اطلاع فرمایند۔ از مکہ معظمہ ۱۹ محرم سنہ ۱۲۹۹ھ

ترجمہ

از فقیر امداد اللہ عفی عنہ

بخدمت بابرکت محبی و مخلصی مولوی محمد رفیع الدین صاحب زید عرفانہٗ باللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعا ترقی درجات عالیہ کے واضح رائے عزیز ہو کہ مکتوب گرامی نے مزاجِ مبارک کی صحت کے ساتھ وارد ہو کر مسرور و خوشنود کیا اور اس کے مندرجہ حال سے آگاہی ہوئی۔ عزیز من! فقیر کی نسبت اپنی محبت و عقیدت کو جو تحریر کیا ہے اس کی حاجت نہ تھی۔ فقیر خود جانتا ہے کہ تم کو پہلے سے محبت

ہے اور فقیر کو اپنے مرشد کی جگہ سمجھتے ہو اسی لیئے فقیر بھی تم کو غیر نہیں سمجھتا ہے مثل عزیزم مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہ اپنی جماعت کے لوگوں کے جانتا ہے کچھ فرق نہیں کرتا اور جو محبت فقیر اور تمہارے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تھی تمام واقف ہیں غرض جو کہ اجازت کے متعلق لکھا ہے تمہاری درخواست کے بموجب عام اجازت دی ویسی ہی اجازت جیسا کہ مجھ کو مشائخ طریقت نے دی ہے۔ لہٰذا جو کوئی نام حق کا طالب آئے اور صادق ہو اور فقیر کے سلسلہ میں داخل ہونا چاہے اس سے بیعت لے کر اس کی قابلیت و استعداد کے مطابق ذکر و شغل و مراقبہ کی تلقین کریں اور اس کے حال پر توجہ کریں، اور چاروں طریقوں کے اذکار و اشغال ضیاء القلوب میں موجود ہیں اور ضروری وظائف رسالہ ارشادِ مرشد میں ہیں اس سے لے کر کام کریں اور مولوی رشید احمد صاحب کو فقیر کے بجائے جان کر جو کچھ پوچھنا ہو ان سے پوچھ کر عمل کریں باقی تم کو چاروں طریقے کے اذکار و اشغال حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہیں لکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ پرچہ علیٰحدہ اجازت نامہ مُہر کے ساتھ اس خط میں ملفوف ہے ملاحظہ کر کے اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ یقین کہ مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہ فقیر کی جماعت کے اشخاص تم سے مغایرت نہیں رکھیں گے فقط۔ اپنے گھر میں اور اپنی اولاد کو سلام و دعا۔ کہیں مبلغ بارہ روپیہ مدرسہ (دیوبند) کی تنخواہ کے منشی مولا بخش کے

ہمراہ پہونچ رہے ہیں اس کی رسید سے مطلع کریں۔

از مکہ معظمہ ۱۸ محرم سنہ ۱۲۹۹ھ

---

(۲) اجازت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد۔ می گوید فقیر حقیر امداد اللہ چشتی عفی اللہ عنہ فاروقی نسباً وحنفی مذہباً وصوفی مشرباً کہ برادر طریقت وطالب معرفت عزیزم مولوی محمد رفیع الدین صاحب خلافت واجازت یافتہ از حضرت شاہ عبد الغنی نقشبندی در سلاسل اربعہ خصوصاً در طریقہ نقشبندیہ مجددیہ از فقیر نیز بارائے ومحبتے کہ داشتند غائبانہ در سلسلہ فقیر داخل شدہ طالب اجازت اذکار و اشغال و مراقبات اربعہ طرق خصوصاً چشتیہ شدند پس چوں کہ فقیر عزیز موصوف را لائق ارشاد وتلقین نام حق یافت در نیابت مشایخ سلاسل اربعہ اجازت عام داد باجازتے کہ داد فقیر را مشایخ طریقت و بزرگان شریعت ہر کہ طالب نام حق آید وصادق باشد ازو بیعت گرفتہ بعد تعلیم عقائد ضروریہ فرقہ ناجیہ سنیہ صوفیہ باستعداد وقابلیت او ارشاد تلقین نمایند تا بعمل آرد وفقہ اللہ تعالیٰ باحکام الشریعۃ و ثبت اللہ تعالیٰ بہ طریقۃ الارادۃ المشایخۃ ولا حول ولا قوۃ

الا باللہ العلی العظیم۔

نشان مہر
۱۲۷۹
سنہ ھ

ترجمہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، درود و سلام نبیوں اور رسولوں کے سردار پر اور ان کی آل و اصحاب سبھوں پر ہو (بعد اس کے) کہتا ہے کہ برادرِ طریقت و طالبِ معرفت عزیزم مولوی محمد رفیع الدین صاحب حضرت شاہ عبد الغنی نقشبندی سے چاروں سلسلوں میں خصوصاً طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت و اجازت پائے ہوئے ہیں۔ فقیر سے بھی جو عقیدت و محبت کہ رکھتے ہیں غائبانہ فقیر کے سلسلہ میں داخل ہو کر چاروں طریقوں کے اذکار و اشغال و مراقبات خصوصاً چشتیہ کے طلبگار رہوئے۔ چونکہ فقیر نے عزیز موصوف کو نامِ حق کے ارشاد و تلقین کے لائق پایا۔ چاروں سلسلوں کے مشائخ کی نیابت میں عام اجازت دی ویسے ہی اجازت جیسے کہ فقیر کو بزرگانِ شریعت و مشائخ طریقت نے دی۔ جو کوئی نامِ حق کا طلبگار آوے (ارادہ میں پختہ) اور سچا ہو اس سے بیعت لے کر فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) سنیہ (عمدہ) صوفیہ کے ضروری عقائد کی تعلیم کے بعد اس کی استعداد و قابلیت

کے مطابق ارشاد و تلقین کریں تاکہ وہ عمل کرے۔ وفقہ اللہ تعالیٰ باحکام الشریعۃ وثبتہ اللہ تعالیٰ (اس کو توفیق دے اللہ تعالیٰ احکامِ شریعت کی اور اس کو ثابت رکھے اللہ تعالیٰ) بطریقۃ ارادۃ المشائخ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (مشائخ کے عقیدت کے راستہ پر۔ نہیں ہے کوئی طاقت اور نہ قوت مگر اللہ بلند و بزرگ کے ساتھ)۔

مہر
۱۲۷۹

(۳)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت عزیزم مولوی رفیع الدین صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون و دعاء خیر کے عرض یہ ہے کہ مکاتیب شریفہ تمہارا آیا سب کیفیت وہاں کی معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تم کو مع مدرسہ کے خوش و خرم رکھے۔ کارخانہ تجارت کو جمیع آفات سے محفوظ رکھے۔ اور ترقی بخشے آمین۔ متعلقات مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب صاحب موجود ہیں کہ میاں محمد خلیل وکیل کی شکایت کرتے ہیں کہ حساب کتاب (دوکان کا) کچھ معلوم نہیں اور اس عرصہ میں کل پانچ صد (۵۰۰) روپیہ ایک بار اور دو سو بائیس (۲۲۲) روپیہ اور تینتیس (۳۳) روپیہ ایک بار پھر اور کچھ نہیں آیا۔ نہ حساب نہ کتاب ہے اس واسطے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ اور جناب حاجی محمد عابد صاحب، منشی محمد خلیل صاحب

سے فرما کر حساب کتاب موضع مذکور کے سے مطلع فرماویں۔ بعد اخراج
کے جو روپیہ باقی رہے روانہ کرتے رہیں اور بارہ روپیہ بابت چندہ
مدرسہ کے ہمراہ مولوی سید احمد مدرس اعلیٰ کے فقیر نے روانہ
کیے ہیں رسید سے مطلع فرمانا۔

ایک خط تمہارے سب طالب علمان مدرسہ کے بنام فقیر کے
شکایت میں فقیر کے آیا ہے اس کا جواب لکھنے کو دل نہیں چاہتا
کہ اس خرافات کا کیا جواب لکھوں۔ مولوی سید احمد کی زبانی
عرض کردوں گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شرائط خلافت کی بزرگانِ
طریقت نے لکھی ہیں نہ مجھ میں ہیں نہ دوسروں میں ہیں کہ خلیفہ بناؤں
ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جو طالب علم درخواست بیعت کی کرتا
ہے اس کو تعلیم و تلقین ذکر و شغلِ حق کر دیتا ہوں۔ اور اگر کوئی
طالب علم کہ مسائل عقائد و فقہ ضروریہ سے خبردار ہوتا ہے بجہت
فائدہ دین متعدی کے کہہ دیتا ہے یا بدرخواست ان کے کہہ دیتا
ہے کہ جو تم کو ذکر و شغل حق کا ملا ہے اگر کوئی طالب صادق نامِ
حق کا آوے تو بتلا دینا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔
سوا اس کے اور کچھ نہیں۔

اور مولانا رشید احمد صاحب کے مقدمے میں بالہامِ
غیبی ضیاء القلوب میں جو کچھ لکھ چکا ہوں وہی ہے جو فقیر
سے ارادہ و محبت رکھتا ہے وہ ان سے بھی محبت رکھتا
ہے۔ اور جو ان کا مخالف اور دشمن ہے فقیر کا بھی ہے
اب فقیر کے اخوان میں مولوی صاحب موصوف پر کسی کو

فضیلت نہیں۔ اور جو کوئی کہے کہ فقیر نے مولانا کو علحٰدہ کردیا ہے وہ کذّاب ہے۔ مولانا کی محبت کو فقیر وسیلہ نجات کا سمجھتا ہے۔ فقط۔ سب دوستوں کی خدمت میں سلام دعا۔ قبول ہو اب اللہ تعالیٰ تم سے دعا۔ چاہتا ہوں کہ دنیا سے با ایمان اُٹھوں خاتمہ بالخیر ہو بمنہٖ وکرمہٖ۔

اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ مولوی رشید احمد کو اپنے پیر کی جگہ جانتا ہوں۔ یہ خط فقیر نے بہت دشواری سے لکھا ہے بسبب ضعفِ بصارت کے لکھنا پڑھنا دشوار ہے۔ فقط اواخر ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ

نشانِ مُہر

(۴)

از فقیر امداد اللہ عفی عنہٗ۔

بخدمت با برکت عزیز دلم مولوی رفیع الدین صاحب دام محبتہٗ ومعرفتہٗ باللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون و دعاء خیر کے معلوم ہووے خط تمہارا عین انتظار میں پہنچا اور سب حال وہاں کا معلوم ہوا واقعہ جانکاہ خطوط بمبئی اور بھوپال اور میرٹھ وغیرہ سے معلوم ہوا تھا۔ اس صدمے نے ہم سب کو ضعیفی میں ڈال دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ رضا بقضا ہیں اُس کی جو چاہے کرے۔ ہم سب کو چاہیئے جان و دل سے اس کی رضا پر رہیں، ہمارے نفع نقصان کو وہ خوب جانتا ہے اس پر سونپ کر اپنے کام میں مصروف رہیں جس سے رضا مندی

اللہ و رسول کی حاصل ہو۔

عزیزمن! جو تم میں بڑے سرپرست مدرسہ کے تھے، وہ جنّت الفردوس کو سدھارے، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم سب صاحب بہ دل مدرسہ کی بہبودی میں مصروف ہو مگر فقیر بھی تم کو لکھ کر داخلِ ثواب ہوتا ہے۔

عزیزمن! خصوصاً تم کو کہ مدرسہ کے مہتمم ہو، چند اُمور کا لحاظ چاہیئے۔ کسی کے ساتھ بے وجہ رعایت نہ چاہیئے یا اُمانت و دیانت رہنا چاہیئے۔ اگر کسی کے ساتھ رعایت و مروّت کروگے تو کل کو جواب دینا ہوگا۔ دوسرے مدرسہ کا مال بیت المال ہے اس سے قرض دام اور پیشگی تنخواہ مت دیا کرو تم کو اس میں تصرف نہیں پہنچتا۔ تیسرے یوں تو سارے مدرس اس مدرسہ کے فقیر کے عزیز اور پیارے ہیں مگر عزیزم مولوی محمد یعقوب صاحب سے چند وجوہ سے زیادہ واسطہ ہے۔ لہٰذا اگر وہ مدرسہ کے کسی کام میں کوتاہی کیا کریں، تو ان سے کام لیا کرو۔ ان شاء اللہ وہ اس سے ناراض نہونگے کیونکہ دانا ہیں۔ چوتھے عزیزم مرحوم کے جو شاگرد اور مُرید ہیں اور دوست ہیں سب مدرسہ کی طرف توجہ رکھیں کہ عزیزم رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عمدہ یادگار یہی مدرسہ ہے۔ اس سے غفلت نہ کریں۔ پانچویں عزیزم مرحوم کی اولاد کے ساتھ آپ صاحب رعایت اور مروت رکھیں خصوصاً علم اور تربیت امورِ خیر میں بہت لحاظ رکھیں۔ فقیر چاہتا تھا

کہ برخوردار احمد کو یعنی فرزندِ عزیز مرحوم کو اپنے پاس بلا کر رکھوں اور یہاں مدرسہ میں مولانا مولوی رحمت اللہ کی خدمت میں تحصیلِ علم کرے۔ اور جب تک فقیر جئے اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھے، مگر اس کی والدہ شاید جُدائی کو گوارہ نہ رکھے فقیر کو اس کی خاطر منظور ہے اس واسطے اس امر میں سکوت کیا، بہر حال دعاء پر اکتفا رکیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سب برائیوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھے۔ اور علمِ نافع و عملِ صالح نصیب کرے آمین۔ بخدمت جمیع عزیزان و دوستاں سلام و دعاء قبول باد اور مضمونِ بالا کو واحد تصور فرماویں۔

مکرر یہ کہ ہمیشہ مدرسہ کی اطلاع کرتے رہیں تاکہ ہر ایک کا حال معلوم ہوتا رہے۔

از حافظ عبداللہ و حافظ احمد صاحب و مولوی رحمۃ اللہ سلام۔ اگر کوئی وہاں سے آنے والا ہو اس سے کہہ دینا کہ ایک دو تولہ روشنائی و پنسل وغیرہ لیتا آوے اور اس کی قیمت یہاں سے دے دوں گا۔ فقط

(۵)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت عزیز القدر مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون و دعاء خیر آنکہ مکاتبۂ عزیز رسید از کیفیت آں آگاہ گردیدم خبرِ جاں کاہ کی خطوط بمبئی اور بھوپال اور میرٹھ وغیرہ سے معلوم ہوئی۔ اس صدمے نے فقیر کو زندگی سے بے مزہ

کر دیا۔ اب یہی آرزو ہے کہ حق تعالیٰ خاتمہ بخیر سے جلد اس جہان سے اٹھالے۔ زیادہ کیا لکھوں بجز رضا بقضا کے کچھ بن نہیں پڑتا اس نامۂ غم کو تہ کرکے جواب خط کا لکھتا ہوں۔ یہ خط تمہارا یکم رجب کو آیا۔ پہلے اس سے نہیں آیا۔ جو تم نے برخورداری صدیقہ کی کیفیت لکھی معلوم ہوئی۔ اور مولوی رشید احمد کے خط سے بھی انکار قطعی دریافت ہوا۔ اس مقدمہ میں عزیز جانی احمد حسین کی درخواست نہ تھی۔ بلکہ فقیر از راہ شفقت کے چاہتا تھا کہ برخورداری مذکورہ وہاں تنہا رہ گئی ہے۔ اس ذریعہ سے فقیر کے پاس آجاتی۔ جب تک میں زندہ ہوں پاس رہتی، سو اس کی مرضی نہیں بلکہ بعض خط سے معلوم ہوا کہ ہم کو اپنا دشمن سمجھتی ہے۔ فقیر نے تو نہ اس کی نہ اس کے والدین کے ساتھ کوئی بُرائی نہیں کی بلکہ بجائے اپنے فرزندوں کے سمجھتا رہا اور جانتا ہوں، خیر اگر اس کا ہماری طرف سے یہی دشمنی کا خیال ہے تو اس کی رضا پر چھوڑ دو، جہاں وہ چاہے اس کا نکاح کردو۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فقیر کے حق میں بہتر کیا کہ میں اس کے فکر سے چھوٹا، اس کے حق میں دعائے خیر کرتا رہوں گا۔ اور فقیر تو خود بابرکاب ہے۔ سفر درپیش ہے، زادِ راہ کچھ بھی نہیں اس مرضِ لاعلاج میں خود گرفتار ہے دوسرے کا کیا فکر کرے فقیر ان دنوں میں کچھ کم تین ۳۰۰ سو کا مقروض ہے اور قرض ملنا مشکل ہے نہیں تو برخورداری مذکورہ کے نکاح کے واسطے بھیجتا۔ تم کو مناسب ہے کہ نکاح شرعی بلا تکلف کر دینا کہ انہیں کپڑوں میں

کردو کہ اس میں جلدی بہتر ہے۔ اس کی تنہائی اور غیر محرموں میں رہنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اور فقیر کے آنے کی صورت نہیں ہو سکتی۔ ایک تو بہ سبب ضعف آنے جانے جوگا نہیں اور دوسرے آخری وقت میں اس آستانۂ مقدّس کا چھوٹنا محرومی کی نشانی ہے۔ فقط

ان سب خرافات کے بعد ضروری عرض کرنا یہ ہے کہ جو تم میں بڑے اور مدرسہ کے سرپرست تھے راہیٔ دارِ بقا ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اب تم سب کو چاہیئے کہ جان و دل سے مدرسہ کی بہبودی اور بھلائی میں کوشش اور سعی کرو کہ جس سے نعمائے دارین حاصل ہوں خصوصاً تم کو بہت کوشش چاہیئے کہ تم کو سب صاحب اپنا بڑا سمجھتے ہیں۔ تم کو مناسب ہے کہ سب سے جس جس کام پر معیّن ہیں ان سے بخوبی کام لو اور چند ایک باتیں اپنی ذات پر لازم واجب جانو۔

اوّل مدرسہ کے تمام وقت میں مدرسہ کے کام کے سوا کچھ کام نہ کریں یعنی چھ گھنٹہ ہر روز برابر کام کیا کریں۔

دوم مدرسہ میں صحاح ستّہ سال بھر میں اسی طرح ختم ہوا کرے جیسے حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے ہوتی تھی۔

سویم جملہ اہلِ مدرسہ کی دلداری اور دلجوئی کا خیال رکھیں۔ اور سب سے با اخلاق پیش آویں، غصّہ اور خفگی کو بے موقع راہ نہ دیں۔

چہارم۔ اگر کسی روز اپنی ذاتی غرض سے مدرسہ کا کام نہ کر سکیں تو مدرسہ سے تنخواہ نہ لیں جیسے مولوی محمد مظہر صاحب کرتے ہیں

پنجم مدرسہ سے قرض لینا جائز نہ رکھیں کہ درست نہیں اپنے خرچ میں کوتاہی کریں۔ فقط

غرض ہر امر میں موافق اللہ و رسول (ص) کے حکم کے کرتے رہیں ایسا نہ کرنا کہ اللہ رسول کے سامنے شرمندگی ہو۔ یہ جو باتیں لکھی ہیں حاجت لکھنے کی نہ تھی کہ تم سب جانتے ہو مگر فقیر بھی ثواب میں داخل ہونا چاہتا ہے کہ اگر تم سب اُمور کی رعایت رکھو گے مجھ کو بھی ثواب ہوگا۔ اور فقیر کو تم سے بھی توقع ہے کہ مدرسے کے ان سب امور کو بخوبی بجالاؤ گے اور بھلائی اور فلاح دارین حاصل کروگے۔ فقط۔

اور تم نے لکھا ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا تم کردو۔

عزیزمن فقیر ان دنوں میں مبہوت العقل ہے بعد میں اگر منظور الہی ہے تو لکھوں گا۔ تم وہاں سب کے حال سے واقف ہو جس کو ذاکر شاکر مشغولِ حق پاؤ اور ماسوا سے بے رغبت اس کو اجازت دے دو، فقیر کی طرف سے بھی اجازت ہے۔

مولوی محمود حسن و فخر الحسن مولوی سید احمد حسن و مولوی فخر الدین و منشی محمد یٰسین وغیرہ سب اہل معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو محبت اور معرفت اپنی اور اتباع شریعت نصیب کرے۔ فقط۔ جمیع عزیزاں سلام دعا برسد۔

از حجی خود بخدمت جمیع مستورات و از حافظ احمد حسین و حافظ عبداللہ و مولوی رحمت اللہ صاحب سلام برسانند۔

محمد اسحٰق مرحوم پسر حافظ عبداللہ فوت شد از یں حافظ موصوف بسیار مغموم بود۔ دیگر از حادثہ مولوی صاحب مرحوم زیادہ تر صدمہ ہست فقط از مکہ معظمہ۔

(۶)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت صاحبزادہ مکرم جناب شاہ قطب جہاں صاحب دام عرفانہٗ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے عرض ہے کہ آپ کا عنایت نامہ عقیدت شمامہ صادر ہوا۔ بعد پنج روپیہ کے ممنون اور مشکور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ذاتِ سامی کو بایں لطف اور محبت کے خوش خرم با ذوق اور شوق قائم رکھے اور اپنی معرفتِ کامل اور اتباع شریعت سے مشرف کرے۔ معلوم ہوا کہ آپ ذکر اسم ذات بطور وظیفہ اور بارہ تسبیح کرتے ہیں ان سے کچھ فائدہ ہے۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ اور زیادہ نصیب کرے۔ مناسب ہے کہ حتی المقدور اکثر اوقات شب و روز کے ذکر و شغل میں گذاریں تاکہ ثمرۃ ذکر حاصل ہو جب ثمرہ ذکر کا کہ محویت اور حضوریٔ حق حاصل ہوتا ہے تو قسم قسم انوارات اور کیفیات وارد ہوتی ہیں اور خطراتِ ناقص جاتے رہتے ہیں۔ پس طالب کو چاہیئے کہ اکثر اوقات کو ذکر و شغل میں گذارے اور امورِ دنیا کو

اللہ تعالیٰ رکھے، توکل پر چھوڑے اس کی برکت سے سب آسان ہو جاتے ہیں اور جو کسی اپنے یا بیگانے سے کچھ تکلیف اور ایذا پہونچے تو حق تعالیٰ کی جانب سے جانے اور صابر و شاکر رہے اور جانے کہ ع

ہر چہ ساقیٔ ما ریخت عین الطاف ست

اور جو ذکرِ خفی کی رغبت ہو تو اسم ذات کو یعنی اللہ اللہ کو بے حرکت زبان دل سے گیارہ ہزار بار ہر روز کیا کریں۔ اور بارہ تسبیح میں اگر خیال وغیرہ آویں تو تصورِ شیخ سے دفع کر دیا کریں۔ اور اگر حضوری حق ہے تو تصورِ شیخ کی حاجت نہیں۔ غرض ہر حال میں یادِ حق چاہیئے اور اُمورِ دین کو اُمورِ دنیا پر مقدّم کرنا چاہیئے۔

از مکۂ معظمہ اواخر محرم ۱۲۹۴ھ

(۷)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت با برکت محب مکرم مولوی محمد رفیع الدین صاحب زید عرفانہ باللہ۔

بعد سلام مسنون و دعاء خیر۔ عرض یہ ہے کہ تمہارا خط فرحت نمط مع ایک جوڑے پارچہ کے پہنچا مسرور فرمایا۔ مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی عبد المؤمن صاحب اور مولوی عزیز الرحمٰن صاحب یہ سب بخیریت پہنچے اور حج سے مشرف ہوئے۔ تینوں صاحب اور جو صاحب وہاں سے آئے ہیں سب مردانِ دیندار اور صالح ہیں، فقیر سب سے مل کر خوش ہوا

اور اللہ تعالیٰ اُن کی سب مُرادیں برلا وے اور خیر و عافیت سے اپنے گھروں کو پہنچا وے آمین۔

فقیر نے سنا ہے کہ تم نے اُپنے مدرسہ سے تحصیل علم معقول کی ترک کر دی علم معقول نہیں پڑھائی جاتی۔ یہ بات خلاف مصلحت کے ہے۔ اور آئندہ کو اُس کا نقصان اور قباحت معلوم ہو گی۔ یہ ضرور ہے کہ دیندار کو اس کی حاجت نہیں اور صوفیہؒ کے یہاں اُس کی بہت ہجو ہے مگر اس وقت یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ یہ بھی داخلِ تحصیل اس مدرسہ کی رہے کہ اس میں بھی علم دین کو قوت ہو گی۔ اس نیت سے پڑھنا پڑھانا مضائقہ نہیں۔ مولوی محمد یعقوب اور احمد حسن وغیرہ سب مدرسین کی خدمت میں بعد سلام کے فقیر کی طرف سے عرض کر دیں۔ فقط آئندہ جو تمہاری مصلحت ہو۔

از مکہ معظمہ

خطوط حضرت قطب الاقطاب شمس العارفین سراج الائمہ مخدوم العلماء مطالع الفضلاء حضرت مولانا شاہ عبد الغنی فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

از عبد الغنی

میاں ضیاء الحق سلمہٗ، سلام مطالعہ نمایند

طریق مشغولی بذکر حق سبحانہ تعالیٰ با توجہ لطائف سبعہ تا دراں حرکت ذکر پیدا شود آن ست کہ اول بست و پنج بار استغفار نماید باز ارواح طیبہ بزرگان علیہم الرحمۃ فاتحہ بخواند بواسطہ انبیاء از جناب الٰہی التجا نماید و طلب فیض و محبت کند و صورت شخصی کہ ازو تلقین ذکر یافتہ روبروئے دل حاضر نماید۔

اول لطیفۂ قلب کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت

مائل بہ پہلوست ذکر کند مفہوم اسم مبارک اللہ کہ ذاتی ست بے چون
وبے نمون سبحانہ، در لحاظ باید داشت و نگھداشت خواطر گذشتہ
وآئندہ نمودہ توجہ قلب کردہ و توجہ دل ہماں مفہوم مقدس ذات
بزبانِ خیال اسم مبارک اللہ اللہ اللہ بگوید ہرگاہ حرکت در دل پیدا
شود باز از لطیفۂ روح کہ محلِ آں زیر پستانِ راست بفاصلۂ دو
انگشت متوجہ شدہ بزبانِ خیال ذکر کند۔ باز از لطیفۂ سر کہ محلِ آں
برابر پستان چپ بطرف وسط سینہ بفاصلۂ دو انگشت
ست۔ باز از لطیفۂ خفی کہ محل آں برابر پستانِ راست بفاصلۂ
دو انگشت بطرف سینہ است۔ باز از لطیفۂ اخفی کہ در عین وسطِ
سینہ است۔ باز از لطیفۂ نفس کہ محل آں پیشانی ست ذکر نماید۔
باز از لطیفۂ قالب توجہ بتمام قالب نمودہ بزبانِ خیال اللہ اللہ اللہ
بگوید تاکہ حرکت واہمہ لطائف وقالب ظاہر گردد۔ دوم ذکر نفی اثبات
ست زبان بکام چسپانیدہ بخیال دل کلمہ لا از ناف تا دماغ و
کلمہ الٰہ تا بدوش راست آوردہ و کلمہ الا اللہ بر دل ضرب نماید
بطوریکہ گذر ایں کلمہ بر لطائفِ خمسہ افتد و معنی این ست کہ نیست
ہیچ معبود بجز ذاتِ پاک در لحاظ دارد و در ذکر نفی و اثبات اگر
حضر نفس نماید مفید باشد و در گفتن ذکر نفی و اثبات رعایت
عددِ طاق کند و بعد از چند مرتبہ بگوید محمد رسول اللہ بسیار بندنہ
کند تا خفقان نہ شود بعد چند بار ذکر اسم ذات یا نفی و اثبات
در خیالِ خود بگوید بانکسار تمام خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے
تو محبت و معرفتِ خود بدہ و ایں ہر دو ذکر خفی معمول است و ہرگاہ

کیفیتے وجمعیتے پیدا شود آں کیفیت[1] را نگہدارد واگر مستور شود باز ذکر کند تا کیفیت حاصل شود۔ وگفتہ اند کہ طریق وصول الی اللہ سبحانہ سہ است یکے ذکر بشرائط آں دوم مراقبہ وآں توجہ بمبدٔ فیاض وانتظار فیض وتوجہ بقلب نگہداشت خاطر دجمع خطرہ یعنی خیالاتِ دنیوی[2] سوم التزام محبت شخصی کہ در محبت او جمعیت وتوجہ دست دہد وجمعیتے وکیفیتے کہ ازو رسیدہ است نگہدارد وگفتہ اند کہ ذکر وتوجہ بمبدٔ فیاض وتوجہ بقلب ونگہداشت صورتِ آں بزرگ ہر سہ امر در ہر وقت وہر لحظہ باید نمود ہر گاہ جمعیت بخیرگی یا کم خطرگی تا چہار گھڑی برسد مراقبہ معیت بکند وھو معکم اینما کنتم معیت او تعالیٰ در لحاظ داشتہ ذکر کردہ باشد اسم ذات بجذبہ تقرب ست۔ ونفی واثبات بر نفس خواطر وآرزوہا مفید ومحض توجہ بدل وبحضرت حق سبحانہٗ استغراق وبے خودی وسُکر می آرد ودر مراقبۂ معینہ اسرار توحید وگرمی ذوق می شود واستغراق وبے خودی ودیگر حالات پیدا می شود ان شاء اللہ تعالیٰ وباکثر اوقات تلاوت قرآن مجید ودرود واستغفار وکلمۂ تمجید وکلمۂ توحید وسبحان اللہ وبحمدہٖ ولا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

[1] از کیفیت وآں باصطلاح عرضے کہ قبول قسمت بالذات نکند چنانچہ سواد وبیاض وبمعنی نشہ ومستی وچیزے کہ نشہ وبے ہوشی آرد۔ (از فیروز اللغات) [2] یعنی چنانچہ از مرشد آں خود آموختہ باشد تخالف وتجاوز دراں نکند تا بہ اندک مدت فائدہ تام حاصل شود۔

مواظبت می کردہ باشد۔ فقط والسلام

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عبد الغنی

میاں ضیاء الحق سلمہٗ۔ سلام مطالعہ کریں

طریقہ حق سبحانہٗ کے ذکر میں مشغول ہونے کا ساتوں لطیفوں کی توجہ کے ساتھ تاکہ ان میں ذکر کی حرکت پیدا ہو، یہ ہے کہ اول پچیس ۲۵ مرتبہ استغفار کرے پھر انبیائے کرام کے وسیلہ سے بزرگان علیہم الرحمۃ کی ارواح مبارک پر فاتحہ پڑھے اور باری تعالیٰ کی درگاہ سے استدعا کرے اور اس کے فیض و محبت کو مانگے اور جن بزرگ سے ذکر کی تلقین پائی ہے (مرشدِ خود) ان کی صورت کو دل کے سامنے حاضر کرے۔

اوّل لطیفہ قلب ہے جو کہ بائیں پستان کے نیچے دو ۲ انگل کے فاصلہ سے پہلو کی طرف مائل ہے اس سے ذکر کرے۔ اسم ذات اللہ کے مفہوم و مراد کو کہ وہ بے مثل اور بے مانند ہے خاطر میں لحاظ رکھے اور آنے جانے والے خطرات کی حفاظت کرے۔ دل کی طرف توجہ رکھ کر دل کو اسی مفہوم اسم ذات کی طرف متوجّہ کر کے خیال کی زبان سے اسم مبارک اللہ اللہ اللہ کہے یہاں تک کہ دل سے حرکت جاری ہو جائے۔ پھر لطیفہ روح سے کہ اس کا مقام دائیں پستان کے نیچے دو ۲ انگل کے فاصلہ پر ہے اس کی طرف متوجّہ ہو کر خیال کی زبان سے ذکر کرے۔ پھر لطیفہ سِرّ سے

کہ اس کا مقام دائیں پستان کے برابر وسطِ سینہ کی طرف دو انگل کے فاصلہ پر ہے۔ پھر لطیفۂ خفی سے کہ اس کا مقام دائیں پستان کے برابر وسطِ سینہ کی طرف دو انگل کے فاصلہ پر ہے پھر لطیفۂ اخفی سے کہ بالکل وسطِ سینہ میں ہے۔ پھر لطیفۂ نفس سے کہ اس کا مقام پیشانی ہے ذکر کرے۔ پھر لطیفۂ قالب سے کہ تمام قالب جسم کی طرف توجہ کر کے خیال کی زبان سے اللہ اللہ اللہ کہے یہاں تک کہ تمام لطیفوں اور قالب کی حرکت واہمہ ظاہر ہو جائے۔ دوسرا ذکر نفی اثبات کا ہے کہ زبان کو تالو سے چپکا کر دل سے خیال کر کے کلمۂ لا کو ناف سے دماغ تک اور کلمۂ الٰہ کو دائیں کندھے پر لا کر کلمۂ اِلَّا اللہ سے دل پر ضرب لگائے اسی طرح سے کہ اس کلمہ کا گذر پانچوں لطیفوں پر ہو، اس کے معنی یہ ہیں کہ بجز ذاتِ پاک کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کو لحاظ رکھے۔ اگر ذکر نفی اثبات میں حبسِ دم کرے تو مفید زیادہ ہوگا۔ اور نفی واثبات کے ذکر کرنے میں عددِ طاق کی رعایت کرے اور چند بار کے بعد کہے محمد رسول اللہ اور زیادہ دیر تک حبسِ دم نہ کرے کہ خفقان نہ ہو جائے۔ اسم ذات یا نفی واثبات کے چند بار ذکر کرنے کے بعد خوب انکساری و عاجزی سے اپنے خیال میں کہے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہی ہے اپنی رضا و محبت و معرفت عنایت فرما اور یہ دونوں ذکر خفی معمول ہیں (یعنی جہر سے نہ کرے)۔ اور جب کوئی کیفیت اور دل جمعی حاصل ہو تو اس کی

(لے حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

حفاظت کرے۔ اور اگر ظاہر نہ ہو تو پھر ذکر کرے یہاں تک کہ کیفیت حاصل ہو اور فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ کے تین طریقے ہیں ایک[۱] ذکر اس کی شرطوں کے ساتھ، دوسرا مراقبہ ہے۔ مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ مبدأ فیاض یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجّہ رکھے اور اس کے فیض کا انتظار کرے اور دل کو دنیاوی خیالات سے پاک رکھے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی محبت کو لازم کرے جس کی محبت سے دل کا جماؤ اور پوری توجہ حاصل ہو اور جو دلی جماؤ اور کیفیت اس سے حاصل ہو اس کی حفاظت کرے۔ صوفیاء نے کہا ہے کہ تینوں امور یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف اور دل کی طرف توجہ اور اُن بزرگ کی صورت کو ہر وقت اور لحہ سامنے رکھے۔ جس وقت دل کا جماؤ یا کم خیالات چار گھڑی تک پہنچ جائیں تو مراقبہ معیت کا لحاظ رکھ کر ذکر کرتا رہے۔ مراقبہ معیت یہ ہے کہ وھو معکم اینما کنتم۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم چاہے کہیں بھی ہو اسم ذات تقرب کے جذبہ کے ساتھ ہے۔ اور نفی اور اثبات صرف خیالات اور مفید آرزوئیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دل سے متوجہ ہونا استغراق و بےخودی اور سُکر (نشہ) لاتا ہے

---

[۱] کیفیت اصطلاح میں ایسی عرض کو کہتے ہیں جو بالذات تقسیم کو قبول نہ کرے جیسے سیاہی سفیدی کمعنی نشہ و مستی اور مجازاً نشہ و بےہوشی لانے والی چیزوں کو بھی کہتے ہیں۔ (از فیروز اللغات) [۲] یعنی جس طرح اس کو اپنے مرشد و شیخ سے سیکھا ہے اس میں مخالفت اور تجاوز (زیادتی) نہ کرے۔ تاکہ تھوڑے ہی دنوں میں پورا فائدہ حاصل ہو۔

اور متعینہ مراقبہ میں توحید کے راز اور ذوق و شوق کی گرمی و تپش ہوتی ہے
اور استغراق و بے خودی اور دوسرے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور
اکثر اوقات قرآن مجید کی تلاوت، درود و استغفار، کلمۂ تمجید، کلمۂ
توحید اور سبحان اللہ وبحمدہ و لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کو پابندی سے پڑھتا رہے۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عبد الغنی

محبی و مخلصی میاں عظمت اللہ صاحب سلام مطالعہ نمایند۔
مکتوب اشتیاق افشاں رسیدہ فرحت رسانیدہ۔ الحمد للہ علیٰ
ذلک و ذکرے کہ بہ شما گفتہ شدہ بود مواظبت یعنی دل را کہ مثل
صورت صنوبر است۔ زیر پستان چپ بخالق دل مشغول سازند و زبان
را بکام چسپانند و از خیال (بہ) مبدء فیاض کہ ذات بے چون و بیچگونہ
است توجہ نمایند۔ و بلفظ جلالہ، را یعنی اللہ اللہ از زبان خیال از محل
قلب گفتہ باشند و ختم حضرت امام ربانی لاحول ولاقوۃ الا
باللہ تا پنج صد بار و صد بار اول و صد بار آخر درود خواندہ باشند
ان شاء اللہ مفید خواہد شد و مولوی رفیع الدین صاحب کہ تارک
مطلق ہستند تشویش نہ دہند ہر کس حال خود بہتر می داند تا وقتے کہ
اوشاں خود متوجہ نہ شوند۔ مولوی امین الدین نانوتوی را کہ در سرہند
بیایند صحبت اوشاں غنیمت است والسلام
مولوی شرف الدین سلام برسانند۔

۱۳ / محرم ۱۲۸۵ھ

ترجمہ

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالغنی کی طرف سے۔

محبی ومخلصی میاں عظمت اللہ صاحب سلام مسنون،

مطالعہ کریں۔ تمہارا نامہ شوق پہنچا خوشی حاصل ہوئی۔ الحمد للہ علی ذلک (اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر) جو ذکر کہ تم سے کہا گیا تھا مواظبت (ہمیشگی) کریں یعنی دل کو جوکہ صنوبر کے مثل بائیں پستان کے نیچے ہے دل کے خالق کے ساتھ مشغول کریں اور زبان کو تالو کے ساتھ چپکائے رکھیں اور خیال سے مبدأ فیاض کی طرف جوکہ بے کم وکیف ہے توجہ کریں اور لفظ جلالہ کو یعنی اللہ اللہ کو خیال کی زبان سے دل کے مقام سے کہتے رہیں اور حضرت امام ربانی کا ختم لاحول ولا قوۃ الا باللہ پانچ سو مرتبہ اور سو بار اول و سو بار آخر درود شریف پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ مفید ہوگا۔ اور مولوی رفیع الدین صاحب کو تشویش نہ دیں وہ تارک مطلق ہیں۔ ہر شخص اپنے حال کو بہتر جانتا ہے۔ جب تک کہ وہ خود ہی متوجہ ہوں۔ مولوی امین الدین نانوتویؒ سرہند میں ملیں گے۔ ان کی صحبت غنیمت ہے۔ والسلام۔

مولوی شرف الدین کو سلام پہنچائیں۔ ۱۳ محرم ۱۲۸۵ھ

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازعبدالغنی

مخلصی ومحبی مولوی عظمت اللہ سلام مطالعہ نمایند۔

مکتوب آں فرزند رسیدہ خوش وقت ساخت تا ہنوز خطوط دیگر محباں از علاقہ سہارنپور نرسیدہ محبت شما کہ بافقیر است امید

کہ کارہا کند المرء مع من احب حدیث صحیح ہست علیٰ مصدرہا افضل الصلوٰۃ والتحیات ؎

از محبت سرکہا مُل می شود
از محبت خارہا گل می شود

دریں سال انتظار ہست شاید مولوی رفیع الدین تشریف آرند و الامضمون مکتوب واحد ست وآں چہ فقیر وظیفہ از احادیث نبویہ انتخاب نمودہ ہست۔ بعد صلوٰۃ صبح صد بار سبحان اللہ و بحمدہٖ عدد خلقہٖ ورضاء نفسہٖ و زینۃ عرشہٖ ومداد کلماتہٖ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم شمارا و یارانِ شمارا اجازت ہست وا با ختم امام ربانی قدس سرہ نیز لازم دارند۔ والسلام۔ میاں عبدالحق سلام برسانند۔ سنہ ۱۲۸۶ھ

ترجمہ

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالغنی کی طرف سے۔

مخلصی محبی مولوی عظمت اللہ سلام مسنون مطالعہ کریں۔

آں فرزند کا خط پہنچا خوش وقت کیا۔ ابھی تک دوسرے دوستوں کے خطوط سہارنپور کے علاقے کے نہیں پہنچے۔ جو محبت کہ تم کو درویشوں کے ساتھ ہے امید ہے کہ بہت کام کرے گی۔ المرء مع من احبّ (آدمی جس کے ساتھ محبت کرے اسی کے ساتھ ہے) صحیح حدیث ہے۔ علیٰ مصدرہا افضل الصلوٰۃ والتحیات

۵ از محبت سرکہا مُل می شود
از محبت خارہا گُل می شود

(محبت سے سر کے شراب ہو جاتے ہیں۔ محبت سے کانٹے پھول ہو جاتے ہیں)۔ اس سال انتظار ہے شاید مولوی رفیع الدین تشریف لائیں۔ ورنہ خطِ مضمون واحد ہے۔ اور جو وظیفہ فقیر نے احادیث نبویہ سے انتخاب کیا ہے یہ ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضاء نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تم کو اور تمہارے دوستوں کو اجازت ہے لیکن ختم امام ربانی قدس سرہ کو بھی لازم رکھیں۔ والسلام۔ میاں عبدالحق کو سلام پہنچائیں۔

۱۲۸۶ھ

(۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

از عبدالغنی

محبی ومخلصی میاں عظمت اللہ صاحب سلام مطالعہ نمایند۔ مکتوب اشتیاق الیشان رسید۔ المرء مع من احب ولہ ما اکتسب قول نبی صادق ہست صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ومحبت مولوی رفیع الدین دراں دیار مغتنم ست ان شاء اللہ تعالیٰ اوشان را اجازت طرق رخصت دادہ نمودہ خواہد شد۔ والسلام بجمیع محبان ومخلصان سلام برسانند۔

۱۹ ذی قعدہ ۱۲۸۷ھ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

(۴)

عبدالغنی کی طرف سے

محبی مخلصی میاں عظمت اللہ صاحب سلام مطالعہ کریں۔

تمہارا نامۂ شوق پہنچا۔ المرء مع من احب ولہ ما اکتسب (آدمی جس کو دوست رکھتا ہے اسی کے ساتھ رہے گا اور اس کا عمل اس کے ساتھ ہے) سچے نبی کا فرمان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم۔ اور مولوی رفیع الدین کی محبت ان اطراف (دیار) میں (بہت) غنیمت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو (جملہ) طریقوں کی اجازت دے کر رخصت کیا جائے گا۔ والسلام

تمام دوستوں اور مخلصوں کو سلام مسنون پہنچائیں۔

۱۹ ذی قعدہ سنہ ۱۲۸۷ھ

(۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عبدالغنی

محب فی اللہ میاں عظمت اللہ سلام مطالعہ نمایند۔

از مکتوب ایشاں مسرّت تام حاصل گشت الحمد للہ علی ذالک۔ دعاء برائے ایشاں بحضوری حرمین شریفین نمودہ شد انہ قریب مجیب التزام ختم دارند دعاء در حق من برائے حسنِ ختام وموت در جوار سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام

والسلام

سنہ ۱۲۸۸ھ

ترجمہ

(۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؀

عبدالغنی کی طرف سے۔

محب فی اللہ میاں عظمت اللہ سلام مطالعہ کریں۔

تمہارے خط سے پوری خوشی حاصل ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک (اس پر اللہ کی حمد (شکر) تمہارے لیئے دعاء حضوری حرمین شریفین کی گئی۔ وہ قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے۔ ختم کا التزام رکھیں اور میرے حق میں دعائے حُسنِ خاتمہ اور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام (مخلوق کے سرداران پر اور ان کی اولاد پر بہترین درود و سلام ہو) کے پاس موت کے لیے دعاء کرنا۔

والسلام۔ ۱۲۸۸ھ

(۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازعبدالغنی

مخلصی محبی میاں عظمت اللہ صاحب سلام مطالعہ نمایند

مکتوب محبت اسلوب رسید۔ الحمد للہ علیٰ سلامتکم وعافیتکم علت غائی ما وشما سلامتیٔ ایمان ست او سبحانہ بمرادات برساند بجاہ سیدنا محمد و آلہ صلی اللہ وسلم علیہ۔ والسلام بجملہ متعلقین سلام برسانند۔

۱۷ ارمحرم ۱۲۸۹ھ

ترجمہ

(۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؀

عبدالغنی کی طرف سے مخلصی ومحبی میاں عظمت اللہ صاحب سلام

مطالعہ کریں، مکتوب محبت اسلوب پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ سلامتکم وعافیتکم (تمام تعریفیں اللہ کی تمہاری سلامتی و عافیت پر ہے) ہماری اور تمہاری علت غائی ایمان کی سلامتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ تمام مرادوں میں کامیاب فرمائیں (نبی کریم، سیدنا محمد و آلہ کے طفیل سے صلی اللہ علیہ وسلم۔ والسلام۔ تمام متعلقین کو سلام پہنچائیں۔

۱۷ محرم ۱۲۸۹ھ

(۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازعبدالغنی۔

محبی و مخلصی حافظ عظمت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ سلام مطالعہ نمایند

مکتوب اشتیاق شما رسید، مسرت افزا شد حال معلوم شد وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔ التزام ختم ضرور دارند صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ ۱۹ محرم ۱۲۹۰ھ

ترجمہ

(۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالغنی کی طرف سے۔

محبی مخلصی حافظ عظمت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ سلام مطالعہ کریں۔

تمہارا نامۂ شوق پہنچا، مسرت پہنچانے والا ہوا۔ حال معلوم ہوا۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ

مت پسار اپنی آنکھیں اُس چیز پر جو فائدہ اُٹھانے کو دی ہم نے اُن طرح

طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی اُن کے جانچنے کو اور تیرے
رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور باقی رہنے والی۔ از ترجمہ شیخ الہند
رحمۃ اللہ علیہ۔ پ ۱۶ آخری رکوع، ختم کا التزام ضروری رکھیں۔ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم۔ ۱۹ ر محرم ۱۲۹۰ھ

(۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عبد الغنی۔

مخلص درویشاں میاں عظمت اللہ صاحب سلام مطالعہ نمایند
مکتوب ایشاں ہمراہ حجاج رسید وپیش ازیں ہیچ مکتوب بہ فقیر
نرسیدہ معذورم او سبحانہ یاد شمارا در مرضیات خود مصروف داشتہ
حُسنُ الختام علی سنت سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام
ارزانی فرماید ؎

تو مگو مارا بآں شہ بار نیست
با کریماں کارہا دشوار نیست

والسلام۔ ۱۸ ر محرم ۱۲۹۴ھ

ترجمہ

(۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبد الغنی کی طرف سے۔

مخلص درویشاں میاں عظمت اللہ صاحب سلام مطالعہ کریں
تمہارا خط حاجیوں کے ہمراہ پہنچا۔ اس سے پہلے کوئی خط فقیر کے پاس
نہیں آیا، معذور ہوں، اللہ سبحانہ تم کو اپنی مرضیات میں مصروف
رکھ کر حسن خاتمہ سید الانام کی سنت پر علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰت

والسلام عنایت فرمائیں۔

تو مگو ما را بآں شہ بار نیست
با کریماں کارہا دشوار نیست

(تو مت کہہ کہ ہم کو اس بادشاہ کے دربار میں اجازت نہیں ہے
کریموں پر کام مشکل نہیں ہوتے)۔

والسلام

۱۸ محرم سنہ ۱۲۹۴ھ

خطوط حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نوّر اللہ مرقدہٗ

(۱) ۱۲۸۶ھ

مخدومی مکرمی مولوی محمد رفیع الدین صاحب۔

آپ کا نیاز مند محمد قاسم سلام عرض کرتا ہے۔ آپ کے دو عنایت نامے ایک ہی دن پہنچے۔ دل تو اُسی وقت سے چاہتا ہے کہ آپ کی تعمیلِ ارشاد کیجئے مگر کچھ کاہلی کچھ ناتوانی، اس وجہ سے تنہا آنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ مولوی فخر الحسن فرما گئے ہیں کہ دو چار روز میں آؤں گا، اُن کے ساتھ ان شاء اللہ بندہ حاضر ہوگا۔ مگر اپنے آنے کی ضرورت بجز آپ کی عنایت اور ارشاد کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔

پیر جی واجد علی صاحب سے بعد سلام یہ فرما دیجئے گا کہ آج بروز شنبہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے اس عنایت نامے سے میں ممنون ہوا، پر حاضری میں سردست توقف ہے، وجہ اس کی مولوی رفیع الدین صاحب سے معلوم ہو جائے گی۔ سب حاضرانِ خدمت کی خدمت میں سلام پہنچے۔ الراقم محمد قاسم از نانوتہ۔ ۱۱ رجب شنبہ

۱۲۹۵ھ

پتہ مکتوب الیہ

دیوبند۔ مدرسہ عربی۔ ان شاء اللہ بخدمت بابرکت جناب مخدومی مکرمی مولوی رفیع الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ برسد۔

۷۸۶

(۲)

برادر عزیز شیخ ضیاء الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون ایں کہ عبادت میں دل نہ لگنا کسی خطا کی سزا ہے استغفار و لاحول کی کثرت چاہیئے۔ باقی قرض کے لیے کسی عامل سے پوچھیئے مجھ کو عملیات میں دخل نہیں۔ ہاں اُس سے پہلے پہلے قرض و کشائش کے لیئے حسبی اللہ و نعم الوکیل اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَلْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ ۃ پانچ پانچ سو بار پڑھ لیا کرو اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھ لیا کرو۔ اور پڑھتے وقت یہ دھیان رکھا کرو کہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں اور دل و زبان دونوں سے عرض مطلب کر رہا ہوں۔ فقط والسلام

الراقم محمد قاسم نانوتوی عفی عنہ

۷۸۶

(۳)

برادر عزیز شیخ ضیاء الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ پہلا خط بھی دلّی میں یاد پڑتا ہے آیا تھا۔ پر بعض وجہ سے جواب سے مقصر رہا۔ اب آپ اپنا جواب لیجیئے۔ جیسے لڑکے کھیلتے وقت کسی کو بادشاہ کسی کو وزیر

بنا لیتے ہیں، ایسے ہی میری پیری سمجھیئے۔ یہی وجہ تھی کہ تم سے ہنسی میں کہہ دیا کرتا تھا کہ شیخ بُڈّو تم مجھ سے مُرید ہو جاؤ۔ جب تم واقعی مُرید ہونے کو تیار ہوتے تو واقعی حال کہنا پڑا۔ ہاں وظیفہ کا کچھ مضائقہ نہیں۔ نماز پنجگانہ تو باجماعت پڑھتے ہی ہو گے۔ بعد ہر نماز کے ایک تسبیح اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی اور بعد عشار تین تسبیح یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ کی پڑھ لیا کرو۔ عشار کی تسبیحوں کے اول آخر گیارہ گیارہ بار درود بھی کہہ لیا کرنا۔ اور سوا اس کے اگر جی چاہا کرے تو کلمہ اول اور درود شریف کی جتنی کثرت ہو سکے دِتنی بہتر ہے۔ مگر جو وظیفہ پڑھو اُس کے پڑھتے وقت یہ سمجھا کرو کہ خدا کے سامنے حاضر ہوں اور زبانِ دل سے عرض کر رہا ہوں۔ باقی خیریت ہے۔ تمہارے بھتیجے عین الحق و عزیز الحق یہیں ہیں۔ اور تمہارے بڑے بھائی بھی کل سے آتے ہوئے ہیں۔ سب بخیریت ہیں اور سب کو سلام کہتے ہیں۔ چچا صاحب کی خدمت میں آداب عرض کرتے ہیں۔
اپنی چچی اور بھائی کو میرا بھی سلام کہہ دینا۔ رقیمہ محمد قاسم از نانوتہ

۱۰ ار صفر شنبہ ۱۲۹۳ھ

(نقل پتہ لفافہ) ضلع نرسنگ پور بر مکان کلو بیگ بخدمت برادرِ عزیز محمد ضیاء الحق صاحب دیوبندی سلمہ اللہ تعالیٰ برسد۔

(۴) ۷۸۶

عزیزم شیخ ضیاء الحق صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔ کمترین محمد قاسم بعد سلام مسنون عرض پرداز ہے۔ عشرۂ اول محرم میں آپ کا عنایت نامہ میرے پاس رام پور پہنچا تھا۔ جواب کا فکر تو اُسی روز سے تھا

پر وہاں تو بوجہ کثرتِ آمد شد اہلِ ملاقات اتفاق نہ ہوا۔ وہاں سے آیا تو ایک ہی شب رہنے کا اتفاق ہوا تھا کہ ناگہاں بریلی کے آپ ودانہ نے زور کیا۔ تین چار روز ہوئے کہ بدقت تمام وہاں سے آنا ہوا۔ بہت سے خط جمع ہو گئے تھے۔ آج خطوطِ جواب طلب کے جواب میں دن گزرا۔ آپ کا عنایت نامہ بھی نکالا اور جواب لکھنا شروع کیا۔

عزیز من! نہ میں اس قابل کہ خود کسی کی رہبری کروں، اور نہ اس قابل کہ کسی رہبر کو پہچانوں اور دوسروں کو بتلاؤں۔ البتہ دو چار بزرگوں سے عقیدت ہے۔ ایک تو جناب حاجی امداد اللہ صاحب دوسرے شاہ عبدالغنی صاحب۔ اُن کے بعد جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ ان بزرگوں میں سے جس کی محبت میسّر آجائے غنیمت جانو اور اپنے حصہ کی تفتیش میں نہ رہو، اس قسم کی تفتیشات کا دستور اہلِ سلوک میں نہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو پہلے سالک کو بھی تعلیم ہوا کرتی۔ زیادہ بجز اُمید والتماسِ دعاء اور کیا عرض کروں۔ اُپنے چچا اور بھائی سے میرا سلام کہہ دینا۔

والسلام۔ ۶ صفر ۱۲۹۴ھ از نانوتہ

خطوط حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی
نوّر اللہ مرقدہٗ

(۱) ۷۸۶

از بندہ رشید احمد عفی عنہ

بعد سلام مسنون این کہ خط آیا حال معلوم ہوا۔ بندہ دعا گو ہے۔ اور آپ درود شریف کا التزام رکھو کہ حاجت دارین کے واسطے مفید ہے۔ پانچ سو بار کوئی صیغہ درود کا ہر روز پڑھ لیا کرو اور بعد عشاء استغفار سو بار۔ حق تعالیٰ بہتر فرماوے گا فقط والسلام۔ سب کو میرا سلام پہنچے۔ شنبہ مورخہ ۱۶ صفر ۱۳۰۷ھ

پتہ :- در دیوبند۔ بمطالعہ مولوی ضیاء الحق صاحب سلمہٗ۔ شنبہ ۱۶ صفر۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ از گنگوہ

(۲) ۷۸۶

برادرم محمد ضیاء الحق سلمہٗ۔ السلام علیکم۔

بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا خط آیا حال معلوم ہوا۔ بے شک مولوی صاحب کا مدینہ منورہ چلا جانا تمہارے واسطے سخت صدمہ

ہے۔ بندہ دعا گو ہے۔ دعا خیر سے ہرگز دریغ نہیں۔ مگر مولوی صاحب کا آنا بعد حج اب مناسب نہیں۔ بدیں وجہ کہ معاملہ کوٹھی کا اب تک صاف نہیں ہوا۔ اگر وہ آگئے تو یقین کرتا ہوں کہ ایک غوغا قائم ہو جاوے گا اور خود وہ اسی وجہ سے بھی خفیہ نکل گئے ہیں کہ سوائے اُس کے کوئی مفر اُن کو نہ ملا۔ دوسرے یہ کہ وہ دیوبند سے بوجہ معاملاتِ خانگی اس قدر رنجیدہ اور تنگ ہو کر نکلے ہیں کہ آپ کو سب ظاہر ہے۔ ایسے حالات میں اُن کا جلد آنا اور پھر اُسی ہی بھڑکتی آگ میں پڑنا مناسب معلوم نہیں ہوتا اور جو سب وقائع اپنے حضرت سلمہٗ کی خدمت میں ظاہر فرماویں گے تو یقین کرتا ہوں حضرت سلمہٗ بھی اجازتِ قیامِ عرب دیدیں گے۔ لہٰذا تحریر بندہ کی بے سودِ محض معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا بندہ اس باب میں لکھے گا۔ آپ مطمئن رہیں فائدہ ہو یا نہ ہو۔ فقط والسلام۔ سب کو میرا سلام مسنون کہہ دیویں۔ فقط

بندہ رشید احمد عفی عنہ از گنگوہ

۴ ار رمضان ۱۳۰۸ھ

(۳) ۷۸۶

برادرم محمد ضیاء الحق سلمہٗ۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ

بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔ بندہ بعافیت ہے۔ آپ کا خط آیا حال دریافت ہوا۔ بارہ تسبیح اور شغل پاسِ انفاس برابر جاری رکھیئے اور قلب بائیں جانب زیرِ پستانِ چپ ہے قدر دو انگشت مائل بہ سینہ لطیفۂ قلب ہے اس کی محاذات میں جانبِ راست وہ لطیفۂ روح ہے اور قلب کے اوپر مائل بہ سینہ لطیفۂ سر ہے۔ اور روح کے اُوپر مائل بسینہ لطیفۂ خفی ہے اور اُن دونوں کے اوپر

مابین دونوں کے لطیفۂ اخفیٰ ہے۔ اِن سب کو خیال کرکے متحرک کرلو، اور ذکراللہ اِن سب جگہ سے اُس صورت پر تصور کرو اور وہ جو قرع معلوم ہوتا ہے وہ آواز قرعِ قلب کی ہے۔ یہ عمدہ بات ہے اِس کا خیال رکھو باقی سب خواب تمہارے مبارک عمدہ خواب ہیں حاجتِ تحریر نہیں خود ظاہر ہے۔ فقط والسلام۔ باقی خیریت ہے۔ از گنگوہ

(۴) ۷۸۶

برادرم محمد ضیاء الحق سلمہٗ۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ

بعد سلام مسنون ایں کہ آپ کا خط آیا حال معلوم ہوا۔ کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص کسی کو کچھ ثواب ہبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ محض احسان مثل اُس ثواب کے اُس کو یعنی جس کو اُس نے بھیجا ہے عطا فرماتا ہے اور فرستندہ کا اصل ثواب فرستندہ کے واسطے رکھتا ہے اور باقی نیت کے ثواب کا حال کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہے۔ اور بندہ اَب تندرست ہے، بیماری رفع ہوگئی، لیکن کچھ ضعف باقی ہے۔

فقط والسلام - ۷ ار رمضان ۱۳۱۲ھ۔ از گنگوہ

(۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ذاتِ باری عزاسمہٗ موصوف بصفتِ کذب ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے؟ بَیِّنُوْا توجروا۔

الجواب۔ ذاتِ پاک حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی پاک اور منزّہ ہے اس سے کہ متصف بصفتِ کذب کی جاوے۔ معاذاللہ اُس کے

کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ بھی کذب کا نہیں قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا (فرمایا اللہ تعالیٰ نے، بات میں کوئی اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا نہیں)، جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور قرآن و حدیث و اجماعِ اُمت کا مخالف ہے ہرگز مومن نہیں۔ تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ (اللہ تعالیٰ ظالموں کی بات سے بہت ہی اونچا ہے)۔ البتہ یہ عقیدہ سب اہلِ ایمان کا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مثلاً فرعون و ہامان و ابی لہب کو قرآن مجید میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر بایں ہمہ وہ تعالیٰ قادر[۱] ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دے۔ اُس حکم مذکور کی وجہ سے عاجز نہیں ہوگیا اگرچہ کبھی ایسا نہ کرے گا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَوْ شِئْنَا

---

[۱] امام المفسرین رئیس المتکلمین فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں تحت تفسیر (ان تعذبہم فانہم عبادک الآیۃ) فرماتے ہیں یجوز علیٰ مذھبنا من اللہ تعالیٰ ان یدخل الکفار الجنۃ وان یدخل الزھاد والعباد النار لان الملک ملکہ ولا اعتراض لاحد علیہ۔ یعنی اہلِ سنت کے مذہب کے موافق جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کفار کو جنت میں داخل کر دے۔ اور تمام زاہدوں و عابدوں کو جہنم میں داخل کر دے۔ کیونکہ تمام جہان اُس کا مملوک ہے وہ سب کا مالک ہے۔ اس پر کوئی کسی قسم کا اعتراض نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔ اور سب سے باز پرس کی جاوے گی۔

لآتینا کل نفس ھدٰ نہا ولکن حق القول منّی لاملئنّ جھنّم من الجنۃ والناس اجمعین رفرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور اگر چاہتے ہم تو ہر شخص کو ہدایت دیتے، لیکن یہ بات پکی ہو چکی کہ جہنم کو جنوں، اور انسانوں سے بھریں گے۔) اس بات سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو سب کو مؤمن بنا دیتا، مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا۔ اور یہ سب یعنی کسی کو کافر بنا دینا، کسی کو مومن بنا دینا اپنے اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعّال لما یُرید ہے۔ یہی عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد
۱۳۰۱ھ

خطوط حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ

۷۸۶

(۱)

برادرم عزیز القدر گرامی شان منشی ضیاء الحق زاد اللہ قدرہٗ

بعد سلام مسنون و ادعیہ وافیہ مطالعہ کریں، خط برادر عزیز کا آیا، کمال خوشی ہوئی، یوں سمجھے ہوئے تھے کہ تم وطن کو بھول گئے ہو مگر الحمدللہ اب معلوم ہوتا ہے کہ وطن کو یاد کرتے ہو اور وطن والوں کو بھی۔ خیر اللہ تعالیٰ جس جا اور جس حال میں رکھے پابند اپنی مرضیات کا کار کھے۔ تم نے ترکیب سورۃ یٰسین کی پوچھی تھی۔ اتفاقاً اُسی روز حافظ نادر علی کے خط میں ۲ دو ترکیبیں سورۃ یٰسین کی لکھ چکا ہوں۔ اول ترکیب جو ہر مُبِین سے ہٹ ہٹ کر پڑھنا ہوتا ہے اُس کی تم کو اجازت ہے بہ نیت کشائش رزق پڑھ لیجو۔ ایک چلّہ ان شاء اللہ پڑھنا کافی ہوگا جو کچھ مقدر میں ہوگا بے تکلف ظاہر ہوگا اور وظیفہ روزمرہ بہتر درود شریف اور استغفار سے نہیں۔ درود مختصر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ شَيْءٍ مَعْلُوْمٍ لَكَ یہ ہے اس کو پانچ سو بار ہر روز بعد نماز صبح پڑھ لیا کرو۔ اور استغفار یہ ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اس کو پانچ سو بار پڑھ لیا کرو۔ اور بعد مغرب سورۃ واقعہ اور بعد عشاء سورۃ ملک اور بعد عشاء گیارہ سو بار یَا مُغْنِیُ اور سورۃ مزّمل گیارہ بار خواہ ایک وقت یا ہر نماز کے بعد دو بار اور صبح کی نماز کے بعد تین بار

اتنا وظیفہ کشائشِ مہمات اور منافع دین و دنیا کے لیئے کافی ہے۔ فقط والسلام۔ اپنے چچا کو اور میاں صدیق کو سلام کہیو۔ اور سب کو سلام۔
راقم محمد یعقوب نانوتوی۔

(۲) ۷۸۶

برادرم عزیز القدر گرامی شان حاجی ضیاء الحق سلمہ،

بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیں۔ خط تمہارا بعد مدت آیا۔ بخدا اول پہچانا نہیں کہ الٰہی کون ضیاء۔ دیوبندی کہاں نرسنگ پور۔ حاجی سراج الحق نے بتلایا تب تم کو یاد کیا۔ خیر اللہ تعالیٰ ہر گونہ خوش و خرّم رکھے۔ تم سے تعجب ہے اپنا کچھ حال نہ لکھا۔ تم نے تین مسئلے پوچھے ہیں۔ اُن کا جواب یہ ہے۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی جانور ذبح کیا دُلہن کے آنے پر یا امیر کے یعنی حاکم کے آنے پر یا مکان بننے پر یا باغ لگانے پر اور بسم اللہ بھی کہے وہ جانور حرام ہے کیونکہ غیر خدا کے واسطے ذبح ہوا ہے۔ اور تم لکھتے ہو کہ بعدِ ذبح رسوم شرک کے اُس پر عمل میں آئے۔ وہ بے شک حرام ہوگا باقی رہا ایصالِ ثواب کے واسطے کسی اپنے مُردے کے لیئے ہو یا کسی اولیاء کے وہ جانور حلال ہے۔

دوسرے کا جواب یہ ہے ثواب پہنچانا عبادتِ مالی کا سب کے نزدیک ثابت ہے اور عبادت بدنی کے ثواب میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔ باقی کسی تاریخ کو معین کرنا یا دِن کو یا کسی کھانے کو یا کسی شکل و صورت کو اُس کو ثواب کے پہنچنے میں کچھ دخل نہیں ثواب ہر طرح پہنچا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس عمل کو قبول کرلیوے۔ اور اگر اِن باتوں کو ضروری سمجھے یا یُوں سمجھے کہ بدون اِن کے ثواب

نہیں پہنچتا تو بدعت ہے۔ یہ عقیدہ اور وہ کھانا بہر طور جائز ہے۔

تیسرے کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ احوال کا ذکر موجب برکت ہے اور ولادت کا ذکر بھی ایسا ہی موجب برکت ہے مگر یہ قیدیں جو اس زمانہ میں مروّج ہوگئیں اور اُن کو ضروری سمجھتے ہیں، ضروری نہیں ہیں۔ اور ضروری سمجھنا اُن کا بدعت ہے۔ اور کھڑا ہو جانا ولادت کے ذکر کے وقت کہیں سے ثابت نہیں، کسی بزرگ صاحب حال کا اتّباع ہے۔ اگر کوئی صاحب حال ایسا کرے، مضائقہ نہیں ورنہ تکلف بے فائدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کوئی تعظیم نہیں اپنی خیالی بات کی تعظیم ہے۔ مگر مناسب یوں ہے کہ اگر اور مجمع کھڑا ہو کھڑا ہو جاوے۔ اور اگر نہ کھڑے ہوں اُن پر کچھ اعتراض نہ کرے، اور نہ آپ کھڑا ہو۔ فقط والسلام محمد یعقوب ۱۸ ربیع الاول ۱۲۹۳ھ

(۳) ۷۸۶

عزیزم منشی محمد نادر علی[۵] سلمہٗ۔

مجمع عنایاتِ بے غایات مصدرِ الطافِ بے نہایات سلامت۔

بعد سلام مسنون مطالعہ فرماویں۔ آپ کا خط پہنچا۔ مجھے بمبئی پہنچنا معلوم ہوا۔ جب کوئی کسی (دکے) دروازہ پر بیٹھتا ہے اور انتظار کرتا ہے اور زنجیر ہلاتا ہے، کریم کے در سے محروم نہیں جاتا ؎

گفت پیغمبر کہ چوں کوبے درے | عاقبت زاں در بروں آید سرے
چوں نشینی برسرِ کوئے کسے | عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

---

[۵] چاند پوری۔

باقی رہا طلب معاش۔ بظاہر آدمی دیکھ لے اور صریح حرام سے پرہیز کرے اور بلاتحقیق حلال حرام کی تمیز دشوار ہے۔ اس زمانہ میں اگر فتوٰی پر عمل کرے کامل ہے۔ اور تقوٰی کا خیال اب بن نہیں سکتا۔ باقی رہا شوقِ ملاقات اس مجمع کا بھائی تعلق قلب اور ارادۂ باطن معتبر اور صورت لائق اعتبار نہیں۔

"دورانِ باخبر در حضور و نزدیکانِ بے بصر دُور"

اور اگر خداوند جل علا نے حرمین شریفین میں پہنچا دیا وہاں سربلنشا اس سلسلہ کے حضرت مخدوم پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مدظلہٗ مکہ شریف میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور جناب مولانا بالفضل مولانا مولوی شاہ عبدالغنی صاحب مدظلہٗ مدینہ شریف میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور یہ جو آپ نے سنا ہے کہ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب کا عزم عرب کا امسال ہے اب تک کچھ اس کا حال معلوم نہیں۔ البتہ احقر کو اجازت حضرت مخدوم جناب حاجی صاحب قبلہ کی طرف سے ہوئی ہے اور کچھ فکر سامان کر رہا ہوں۔ اگر منظور الہٰی ہے شاید صورتِ روانگی ہو جاوے حضرت امام ابوحنیفہ رح کی ملاقات کسی صحابی رض سے بطور روایتِ حدیث ثابت نہیں مگر آپ کے وقت میں سات آدمی مرد و عورت صحابیوں میں سے زندہ تھے کیا عجب ہے کہ ملاقات ہوئی ہو اور یہ قصہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کا ہے اور بعضی کتابوں میں لکھا ہے مگر روایت معتمد نہیں، اگر ہو عجب نہیں۔ صاحبانِ کمال کی

نسبت ایسی بات عجائب سے نہیں ۔ فقط والسلام
راقم محمد یعقوب نانوتوی ۔ دیوبند مدرسہ عربی ۱۲۹۴ھ

نقل لفافہ ۔ شہر بمبئی پالاگلی، دوکان حاجی ہارون ۹ بمطالعہ منشی نادر علی کو پہنچے۔

(۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

بعد سلام مسنون محمد یعقوب بخدمت والا برادرم اعز مکرم میاں عبدالقادر صاحب عرف شیخ اللہ دیا ادام اللہ ذوقہ وشوقہ وعرفانہ عرض کرتا ہے چند مضامین خیال میں تھے کہ کبھی تم سے ذکر کروں اور بطرز صلاح ومشورہ جو عقل ناقص میں آتا ہے ظاہر کروں مگر نہ وقت میں اتنی مہلت پائی اور نہ تم کو میرے پاس بیٹھنے کی ایسی فرصت معلوم ہوئی اس لیئے بنیاری زبان قلم ان کو لکھتا ہوں وباللہ التوفیق۔

برادر عزیز کو معلوم ہے کہ مقصود خلق انسان سے بھی عبادت ہے اور معنی عبادت کے کچھ نماز روزہ تقویٰ اور طہارت نہیں بلکہ معنی اُس کے تابعداری ہیں اور یہ چیزیں جو بنام عبادت مشہور ہیں صورتیں اُس کی ہیں اور ظاہر ہے کہ صورت بے معنی بے کار ہے اور اگر معنی کہیں کسی اور صورت میں ظہور کریں تو وہی صورت عبادت ہو جاتی ہے۔ مگر ایک اور فرق ہے کہ شارع کو بعض چیزوں میں اصل مقصود تو معنی ہیں مگر صورت کو اُس کے قائم مقام کر دیا ہے جیسے نماز میں مقصود اظہار عجز کا اور حضوری بارگاہ ہے مگر یہ صورت خاص ہی مقصود ہے اگر کسی کو حضوری میسر ہو اور ہر دم اظہار عجز کرتا ہو اور سر زمین پر نہ رکھے مردود ہے اور وہ حضوری اور عجز کچھ مقبول نہیں ۔ غرضیکہ علاوہ ان

چیزوں کے معنٰی سوائے فرائض اور واجبات کے ہر امر ایسا ہے کہ عبادت بھی ہو سکتا ہے اور غفلت بھی اور گناہ بھی۔ اور یہ یوں ہیں کہ اگر کسی اَمرِ مباح کو مرضیٔ خداوندی میں صَرف کرے عبادت ہے۔ اور اگر خلافِ مرضی میں برتے تو گناہ اور اگر غفلت سے کرے تو سَراسَر بےکار اور یہ وہ ہے کہ کہتے ہیں نیت پر عمل کی بنا ہے۔ پس طالبِ آخرت کو چاہیئے کہ حساب کو پیشِ نظر کر کے ہر دم کو خالی نہ جانے دے اور ایک نہ ایک مرضی الٰہی میں صرف کرے اور یوں ہی ضائع نہ کرے اور ذکر کثیر اسی سے غرض ہے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اللہ اللہ کرنا ہی ذکر ہے بلکہ باللہ العظیم کھانا کھانا بہ نیتِ خیر اور بحضورِ قلب عبادت ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سونے میں اُتنے ثواب کی امید ہے جتنی کہ رات کو قائم رہنے میں یعنی نماز پڑھنے میں۔ خلاصہ مقصود یہ ہے کہ بےکار اوقات ضائع نہ کرے گھر بار کے کام اور رفع حوائج بقدرِ ضرورت کر کے باقی اوقات کو مشغول امورِ خیر میں رکھے۔ ہر چند ملنا دوستوں سے بڑی عمدہ بات ہے اور جب بہ نیت نیک ہو تو عبادت ہے مگر اس زمانہ کی اکثر صحبتیں اگر مضر نہیں تو نافع بھی نہیں۔ میری رائے ناقص میں بعد فراغ ضروریات خلوت سے کوئی چیز بہتر نہیں۔ اگرچہ نہ کرے چُپ بیٹھا رہے اور قاعدہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو جیسا بنا دے ویسا بن جاتا ہے اور جیسی عادت ڈالے پڑ جاتی ہے۔ اول دشوار معلوم ہوتی ہے اور آخر کو وہی سہل ہو جاتا ہے اور جب خلوت کا مزہ آجائیگا تو خلق کے بات کرنے سے بھی جی گھبرائے گا۔ اور ہم لوگوں کا جی خلوت میں اس لیئے نہیں لگتا کہ خو ہماری خلق سے مانوس ہوگئی اور لوگوں سے میل جول

کی عادت پڑگئی۔ مگر یہ عادت بہت جلد چھوٹ سکتی ہے اللہ توفیق دے مجھے یہ بات تمہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ آپ فضیحت دوسرے کو نصیحت مگر آلودہ اور کیچڑ میں پھنسا اگر دوسرے کو کہے کہ یہاں نہ آئیو، یہاں سراسر کم بختی ہے تو اُس کی بات قابل سننے کے ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ خلوت بُرے ہم نشین سے بہتر ہے۔ اور اچھے ہم نشین اِس زمانہ میں کہاں بلکہ ممکن ہو تو آدمی خود اپنی صحبت سے بھی بھاگے کہ حدیث نفس مشغولی کے لیے ہم جیسوں کو کافی ہے مگر بہر حال خلوت سے بہتر کوئی چیز اس زمانہ میں نظر نہیں آتی اس لیے عرض ہے کہ چندے آپ بھی اس شغل کو اختیار کریں کیونکہ فرصت غنیمت ہے۔ پھر عُمر کہاں، زمانہ کہاں اور فراغت کہاں، اللہ جانے آگے کیا پیش آوے۔ مضمون طویل ہوا اور بعضی باتیں رہ گئیں اُن کو مُنحصر اور کسی وقت پر رکھا، اللہ ہم کو اور تم کو اور سب مسلمانوں کو توفیق تابعداری کی دے۔ آمین ثم آمین۔ فقط

محمد یعقوب مورخہ ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۷ھ

(۵) ۷۸۶

طالب جس کو چاہیئے اول مسائل ضروری تحصیل کرے اور فرقہ ناجیہ کے عقائد صحّت کے ساتھ سیکھ لے اور اعتقاد کرلے اور علمائے ربّانی حقّانی اہل اللہ کے قول کو اپنا دستور العمل بنا وے۔ اور قرآن و حدیث اور بزرگوں کے آثار کا اتباع لازم سمجھے اُس کے بعد تزکیہ تخلیہ نفس کا رذائل یعنی بُری صفتوں سے کرنا چاہیئے۔ جن کو اِس رُباعی میں کسی بزرگ نے جمع کیا ہے ؎

رباعی

خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ   دہ چیز بروں کن ز درونِ سینہ

بخل و حسد و ظلم و حرام و غیبت　　　بغض و طمع و حرص و ریا و کینہ

اور پھر تجلیہ کرے یعنی اچھے اوصاف حاصل کرکے۔ دل کو جلا دے اور یہ سلوک کی منزلیں ہیں۔ دوسری رباعی میں اس کا ارشاد ہے۔

رُباعی

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مُقیم　　　نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم و یقیں　　　تفویض و توکل و رضا و تسلیم

اور سالک کو چاہیئے کہ شریعت کے احکام بجالانے پر خود کو مضبوط رکھے اور ممنوع چیزوں سے پرہیز کرے اور تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار اور طریقہ کرے اور ہر حال میں سنت کے اعمال نگاہ میں رکھے اور منہیات اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرے اور اگر بمقتضاء بشریت کوئی گناہ صادر ہو جائے بہت جلد اُس سے توبہ کرے اور استغفار کی کثرت اور اچھے اعمال کی مداومت سے اُس کا تدارک کرے اور سستی نہ کرے اور توبہ استغفار کو دوسرے وقت پر نہ ڈالے اور گناہ کی لذت میں وقت نہ ٹالے۔ اور پانچوں وقت کی نمازوں کو جماعت سے مسجد میں حاضر ہو کر ادا کرے اور فرض اور واجبوں اور سنتوں سے فارغ ہو کر شغلِ باطن میں گذارے اور نفلوں کی زیادتی اور اَوراد کی کثرت میں مشغول نہ ہو بلکہ باطن کی مشغولی کو اپنے ذمہ دائمی فرض سمجھے اور

کسی وقت فاضل نہ ہو۔ اور جب ذوق اور لذت شغل سے پانے لگے
اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاوے اور تھوڑے سے کو بھی اُس کی بڑی عنایت
سمجھے اور ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے اور کشف و کرامات سے اگر پیش
آوے لذّت نہ لیوے بلکہ بیزار رہے۔ اور اگر بسط ہوا اور طبیعت کو کشادگی اور
ترقی معلوم ہو شکر کرے اور شریعت کے حدود کو اس حال میں نگہ رکھے۔ اور
جب قبض ہو یعنی تنگی طبیعت کی اور ترقی میں کمی ہو تنگ نہ ہو اور مایوس نہ
ہو جاوے اور کام میں کوشش کرتا رہے اور سب عبادتوں میں اپنے آپ
کو متّہم اور اُن کے ادا کرنے میں قصور وار جانے۔ اور باطن کے احوال جاہل
کے سامنے بیان نہ کرے اور تصوّف کی باتیں برملا عوام کے سامنے نہ کہے
اور غیر محرم سے بھی نہ کہے اور محرم سے بھی گوشہ میں الگ کہے اور اپنے وقتوں
کو ضبط رکھے اور طبع کے تلوُّن سے دُور رہے اور دنیا و ما فیہا سے ہر وجہ
سے دل تارک رہے ورنہ ذکر اور شغل ہزاروں برس کے کام نہیں آتے۔
دل آئینہ ہے غیر اللہ کے عکس سے بچاوے اور جاہ و مرتبہ کی طلب گمراہی ہے
اس سے پناہ مانگے، وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت میں برباد نہ کرے
کیونکہ فوت ہونے کی قضا نہیں اور اس راہ میں قدم مردانہ وار ہو کر رکھے
اور ایسے ویسے کے غم اور خوشی کو ایک طرف رکھے کہ یہ حجاب ہے۔ اور ناجنس
کی صحبت سے اور جو خلاف شرع ہوں اور فقراء کے منکروں سے اور اہل
بدعت سے بھاگے اور جاہل درویش خلاف شرع سے کہ موافق سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہو دُور رہے اگرچہ اُس سے کرامات اور
خرقِ عادات ظاہر ہوں اور چاہے آسمان پر اُڑے۔ اور لوگوں سے ضرورت
کے قدر ملے اور ہر بُرے بھلے سے کشادہ پیشانی سے پیش آوے اور لوگوں

سے معاملہ عجز و انکساری کے ساتھ کرے نیستی اور پستی کو اپنا شعار کرے
اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور بات ملائم اور نرم کہے اور چپ رہنے کو اور
خلوت کو پسند کرے اور اپنے کام میں خاطر جمعی سے سرگرم رہے اور تشویش
کو دل میں راہ نہ دیوے اور جو باتیں پیش آویں سب حق کی طرف سے جانے
اور ہمیشہ دل کا پاسبان رہے تاکہ غیر کا خطرہ نہ آوے اور دین کے کاموں
میں نفع پہنچانے کو اپنے اوپر لازم سمجھے اور ہر کام میں اول نیت خالص کرے
پھر اُس کو عمل میں لاوے۔ اور کھانے پینے میں اعتدال سے اِدھر اُدھر نہ ہو۔
نہ اتنا زیادہ کہ سستی لاوے اور نہ اس قدر کم کہ ضعف کے سبب عبادت
سے باز رہے۔ اسی قیاس سے ہر کام میں افراط اور تفریط سے پرہیز کرے۔
اور اگر نفس کو کبھی لقمہ چکنا مزیدار دیا تو یوں چاہیئے کہ پھر اُس سے کچھ کام بھی
لیوے۔ اور یہ بہتر ہے کہ قوت کسی کسب سے کرے اور اگر توکل کرے یہ
بھی لائق اور زیب ہے مگر یہ شرط ہے کہ کسی سے طمع نہ رکھے اور غیر اللہ
کے تعلق سے دل کو پاک رکھے اور کسی سے اُمید اور خوف سوائے
حق تعالیٰ کے نہ رکھے اور ما سوا سے اُنس نہ رکھے۔ اور حق کی طلب میں
بے آرام اور بے راحت اور مضطر رہے اور جہاں کہیں رہے خدا کے
ساتھ رہے۔ کم و بیش جو اللہ کی نعمت میسر ہو اُس پر شکر کرے اور فقر و
فاقہ اور تنگ دستی اور معیشت کی کمی بیشی سے تنگ دل نہ ہو بلکہ اپنا
فخر اور اپنی عزت سمجھے اور اللہ کا شکر بجا لاوے کہ یہ منصب انبیاء اور اولیا
کا ہے جو مجھے عنایت ہوا ہے اور اپنے متعلقوں کے ساتھ نرمی اور لطف
اور مہربانی سے معاملہ کرے اور اُن کی نا فرمانیوں کو معاف کرے اور اُن
کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے پرہیز کرے اور لوگوں کا عیب

چھپاوے۔ اور اپنے عیب کو اپنی نظر میں رکھے اور سب مسلمانوں کو اپنے آپ سے افضل سمجھے اور کسی کے ساتھ بحث اور جدال نہ کرے اگرچہ آپ حق بجانب ہو، خاص کر جو اس زمانہ میں مذہبوں کی اور مسائلِ جزئیہ کی بحث عام ہو رہی ہے اُس سے پرہیز کرے اور مہمان نوازی اور مسافر پروری کو اپنا پیشہ کرے اور غریبوں اور مسکینوں کی صحبت میں رغبت کرتا رہے۔ اور علماء اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور حرمت جانے اور جو کچھ میسر آوے اُن کے مصرف میں صرف کرے تاکہ مال سے نقصان نہ ہو اور دل کا تعلق کسی چیز سے نہ رکھے اور وجود اور عدم کو برابر جانے اور فقراء کے لباس کو دوست رکھے اور جو کچھ کھانا کپڑا میسر آوے اُس پر قانع رہے اور ایثار یعنی باوجود اپنی حاجت کے اوروں کی خبر گیری کرنے کو اپنا طریقہ رکھے۔ اور بھوک اور پیاس کو کہ انعام اللہ ہے محبوب رکھے اور کم ہنسے اور بہت روو ے اور اللہ کے عذاب سے اور اُس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو کہ ماسوا کی بیخ کن ہے ہر وقت پیشِ نظر رکھے اور دوزخ سے کہ عذاب کی جائے ہے پناہ مانگے اور بہشت کو کہ وصال کا مقام ہے طلب کرے۔ اور محاسبہ کو اپنے اوپر لازم کرے۔ دن کا محاسبہ مغرب کے بعد اور رات کا صبح کے بعد کرے۔ اور محاسبہ اُس کو کہتے ہیں کہ حساب کرے کہ رات دن میں مجھ سے کتنی نیکی اور کتنی بدی ظہور میں آئی۔ نیکی پر شکر کرے اور بدی پر توبہ اور استغفار کرے اور صدقِ مقال اور اکلِ حلال کو اپنا طریقہ اور شعار بنا دے اور ہزل اور لہو کی مجلسوں میں اور ایسے ہی غیر مشروع مجلسوں میں حاضر نہ ہو۔ اور جہل کی رسموں سے پرہیز کرے اور دوستی اور دشمنی اور غصہ اور خوشی سب خدا کے واسطے کرے۔ اور کوتاہ

دست اور کوتاہ طمع ہو، شرمگیں، کم گو اور کم رنج اور صلاح جُو اور بہت عبادت کرنے والا اور نیکو کار اور نیکو رفتار اور باوقار اور بُردبار رہے اور بس یہی ہے بیان نیک خوئی کا اور اچھے اوصاف کا اور یہ بھی چاہیئے کہ جو ان اوصاف کو حاصل کرے غرّہ نہ کرے اور اپنے اوپر اچھا گمان نہ رکھے۔ اور یہ بھی مناسب ہے کہ اولیاء اور مشائخ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوتا رہے۔ اور صاحبِ نسبت کو جب فراغِ خاطر میسر ہو تو اُن کے مزاروں پر بیٹھ کر اُن کی روحانیت کی طرف توجہ کرے۔ اور حقیقت کو بصورت اپنے مرشد کے تصور کر کے فیض یاب ہووے اور برکت حاصل کرے۔ اور کبھی کبھی عوام اہلِ اسلام کے مزاروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کرے اور فاتحہ سے اُن کو ثواب پہنچاوے اور ادب اور حکم اپنے مرشد کا بجالائے ادب اور حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھے کیونکہ مرشد نائب خدا اور رسول کے ہیں۔ فقط تمام شد

محمد یعقوب نانوتوی

خطوط حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب عثمانی دیوبندی نقشبندی مہاجراً مدنی

نوّر اللہ مرقدہٗ الیٰ یوم القیامۃ

(۱) ۷۸۶

عزیز القدر فرخندہ سیر میاں ضیاء الحق طول عمرہٗ

بعد دعاء طولِ عمر کے واضح ہووے کہ بہت دنوں سے تمہارا کوئی خط میرے پاس نہیں آیا، باوجودیکہ میں تین قطعہ خطوط تمہارے پاس بھیج چکا ہوں۔ شاید وہ دیر میں پہنچے ہوں، اس واسطے تم نے اس کا جواب لکھنے میں دیر کی۔ میں خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح سالم، صفر کی پہلی تاریخ کو مدینہ طیبہ میں زاد اللہ عزّاً و شرفاً پہنچا۔ پھر اُتر کر اب شاہ صاحب کے مکان میں سکونت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تا حالتِ تحریر نو خوش خرّم ہوں، باقی آئندہ کا حال قبضۂ قدرتِ الٰہی میں ہے (میں نے) چاہا اور کہیں رہوں لیکن شاہ صاحب کے گھر میں سے نہیں مانا۔ یہ مکان نہایت آرام کا اور راحت کا ہے۔ گرمی، سردی دونوں موسم کے مناسب ہے۔ میں تمہارے لیے اور تمہارے گھر کے اور تمہارے بچوں کے لیے دعاء کرتا ہوں کہ خداوند کریم خوش اور خرّم رکھے اور زیارت حرمین شریفین کی نصیب کرے آمین۔ اور میں (نے) مولوی عزیز الرحمٰن صاحب کے ہاتھ دو احرام یعنی دو چادر اور دو تہبند آبِ زمزم میں بھگوا کر اور ایک عبا اور ایک قرآن شریف استنبولی اور ایک تسبیح سینپ کی تمہارے لیے

بھیجی ہے یقین ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچی ہوگی اور ایک قرآن شریف حافظ عظیم کے لیئے بھیجا ہوں۔ ان شاء اللہ پہنچا ہوگا۔ ایک پر تمہارا نام اور ایک پر حافظ عظیم کا نام لکھا ہوا ہے جس پر تمہارا نام ہے اُس کو تم لے لینا اور جس میں ان کا نام ہے تو اُس کو اُن کو دے دینا۔ اور مدرسہ میں بخدمات جملہ مدرسان و طالب علمان میرا سلام علیک کہہ دینا اور چھتے کی مسجد میں جملہ چھوٹے بڑے کی خدمت میں اور جملہ نمازیان کماں کی مسجد کی خدمات میں اور جملہ نمازیان چھوٹی مسجد کی خدمات میں اور جو میرے جاننے والے اور پوچھنے والوں کو نام بنام میرا سلام مسنون کہہ دینا۔ اور باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ میاں جی منّا کو سلام، مولوی ابراہیم (صاحب کرانچوی) کو خط لکھو تو میرا پتہ و سلام لکھنا۔ مجھے اگر پتہ معلوم ہوتا تو میں خط لکھتا۔ بخدمت مولوی ناظر حسن و حکیم محسن سلام پہنچے۔ مکرر یہ کہ یہاں سردی بہت ہے۔ مضبوط کپڑا یا مومی جھینٹ عمدہ مضبوط کپڑے کا گیارہ گرہ نیچا نیم آستین ڈھیلا گلا تنگ نہ ہو، سیر سوا سیر یا زیادہ روئی ڈلوا کر اور ایک کن ٹوپ روئی دار تم یا حافظ عظیم بھیج دیجیئے۔ فقط۔ راقم رفیع الدین عفی عنہ دیوبندی

مورخہ یکم ماہِ ربیع الثانی بروز دوشنبہ سنہ ۱۳۰۷ھ

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

عزیزی سعادت مند ضیاء الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد دعوات مزید سعادت معلوم ہو کہ مدت سے تمہارا خط نہیں آیا میں تمہارے لیئے دعاء خیر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ایمان پر رکھے اور ایمان سے اُٹھاوے اور زیارت حرمین شریفین کی نصیب کرے۔ میں مدینہ طیبہ میں

بہت خوش و خرّم ہوں، آب و ہوا طبیعت کو بہت مناسب ہے۔
تمہارے اور تمہارے اہل و اولاد کے لیے ہمیشہ خیریت کی دعا کرتا ہوں۔
یہاں سردی بہت شدید ہے اور طبیعت میری ضعیف ہے۔ اس لیے صبح
کی نماز میں حرم میں نہیں جانا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے ایک خط بھیجا، پہنچا
ہوگا۔ ایک کرتی (یعنی صدری) بھیجنے کے لیے لکھا تھا۔ اگر بلا تکلف بننا
ممکن ہو اور کوئی لانے والا مل جاوے تو بھیج دیجئے اور روئی زیادہ ہو،
لیکن مناسب ہو اور ڈھیلی ہو اور اس کے نیچے اور کپڑا (روئی) بھرنے کے لائق
ہو۔ گھنڈی اور بند جیسا چاہیے ہیں یہاں لگا لوں گا (کپڑا) الپکا ہو یا اور
کوئی چھینٹ مضبوط سی ہو اور گلا ذرا ڈھیلا ہو۔ اور مولوی عبد الرحمٰن
صاحب کی معرفت تمہارے واسطے ایک جُبّہ صوف کا اور ایک تسبیح
سینپ کی اور دو چادر اور دو تہ بند آب زمزم میں بھگو کر بھیجا ہے۔ اور دو
قرآن مجید استنبولی چھاپے کے، ایک تمہارے لیے اور (دوسرا) حافظ محمد
عظیم کے لیے بھیجا ہے۔ جُدا جُدا نام لکھا ہوا ہے۔ ایک ہنڈا تانبے کا
بمبئی بھیجا تھا۔ شاید میاں جان خیاط لے گیا ہو۔ یہ سب چیزیں تفصیل وار
پہنچی یا نہیں۔ ضرور لکھ بھیجو۔ حافظ عظیم کے لیے ایک تسبیح لے کر رکھی ہے
بھیجنا بھول گیا ان شاء اللہ تعالیٰ بھیجوں گا اور تم اپنے گھر بہت تسلّی
کر دینا۔ میں تمہارے اہل و آل کے واسطے ہمیشہ دعا کرتا ہوں، اللہ
ایمان کے ساتھ رکھے اور ایمان سے اُٹھا دے اور صحت و عافیت
کے ساتھ فارغ البال رکھے۔ دنیا چند روزہ ہے یادِ الٰہی میں مشغول
رہنا اور درود شریف اور استغفار کی کثرت کرتے رہو اور سُبْحَانَ اللّٰهِ
وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وضو

بے وضو چلتے پھرتے ہر وقت اس کا ورد رکھنا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سو اور ایک دفعہ رات دن میں ضرور ختم کر لینا۔ شاید اول بھی میں تم کو بتا چکا ہوں یہ تم اپنے گھر یاد کرا دینا اور آپ بھی پڑھنا اور حافظ عظیم وغیرہ کو بتانا اور اپنے بچوں کو بھی یاد کرا دینا عادت نیک بات کی بہت نیک ہے۔ اور یہاں دو برس سے مینہ نہیں برسا، اس لیے یہاں چیزیں سب گراں ہیں۔ چاول روپیہ کا اڑھائی سیر اور گیہوں بھی اسی قدر ہے اور مسور کی دال روپیہ کی سیر ہے اور گھی روپیہ کا تین پاؤ اور دودھ پونے چار سیر اور گوشت دنبہ پونے چار سیر اور مٹھائی پونے دو سیر۔ اسی طرح اور چیزیں اور کھجور بھی اب کے مہنگی ہیں لیکن برکت (کے باعث) باوجود گرانی کے لوگ بہت خوش و خرم ہیں۔ وہاں اگر بیس سیر غلہ ہو تو ایسی برکت نہ ہوگی۔ اور یہاں کئی کام بہت چلتے ہیں۔ گھڑی سازی کے کام میں روز پانچ چھے روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے اور درزی کا کام اور کسی قدر جلد کا کام۔ اور مولوی عزیز الرحمٰن کو کہنا کہ تم نے باوجود وعدہ کے کوئی خط نہیں بھیجا۔ اور مولوی عبد المؤمن کا حال معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اور اول تو کون پوچھتا ہوگا اور اگر پوچھے تو میرا اسلام کہنا۔ اور مدینہ طیبہ گویا دنیا میں جنت ہے۔ مجھ ناکارہ پر اللہ تعالیٰ نے جو جو فضل و کرم کیا ہے تحریر و تقریر سے باہر ہے باقی خیریت ہے اور یہ جو خط مولوی محمود حسن اور حافظ احمد کے نام کے ہیں ہر ایک کو دے دینا۔ جو چیز بھیجو اس پر اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ بِالْخَیْرِ لکھ دینا۔

نشانِ مہر

راقم رفیع الدین عفی عنہ دیوبندی

۷۸۶

(۳)

جناب مولوی ضیاء الحق صاحب مصدر جود و الکرم سلامت

بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ یہاں بحمد اللہ خیریت ہمہ وجوہ ہے اور خوشنودی آپ کے مزاج کی مطلوب۔ دو عدد خط آپ کے آئے حال معلوم ہوا اور ہم نونالہ قریب پونہ کے ایک مقام ہے وہاں گئے تھے۔ پندرہ روز وہاں رہ کر واپس آئے اس واسطے جواب میں دیر ہوئی آپ نے جو در باب کشائش عمل طلب فرمایا ہے سو وہ تحریر ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ ختم حضرت مجدد الف ثانی کا ہمیشہ ورد رکھا کرو انشاء اللہ سب حاجتیں روا ہوں گی وہ یہ ہے کہ بوقت صبح بعد نماز فجر اول سَو مرتبہ درود شریف اور درمیان میں پانچ سو مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ بعد میں سَو مرتبہ درود شریف اور فاتحہ حضرت مجدد صاحب کی روح کو بخش کر اپنے مطلب کے لیئے دعا مانگے۔ اور لاحول کی ترکیب یہ ہے کہ ننانوے مرتبہ فقط لاحول ولا قوة الا باللہ اور ایک مرتبہ پورا یعنی العَلِیُّ العَظِیْم بھی ملا وے۔

اور بعد نماز ظہر پانچ سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ العَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف اور اس میں قید کچھ بیٹھ کر پڑھنے کی نہیں ہے، چلتے پھرتے بھی پورا کر لینا چاہیئے۔ اور بعد مغرب یا بعد عشاء ختم حضرت بڑے پیر صاحبؒ کا پڑھا کرو وہ یہ ہے:-

اول اور آخر سَو سَو مرتبہ درود شریف اور درمیان میں حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل اور بعد میں فاتحہ پڑھ کر بڑے پیر صاحب کی روح

کو پہنچاکر اُپنے مطلب کے لیئے دعا کرو، ان شاء اللہ بھوکے ننگے نہ رہوگے
اور بڑے پیر صاحب سے مُراد پیرانِ پیر صاحبؒ یعنی سید عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور کنجی کے بارہ میں دریافت کیا ہے۔ سو ابھی نہ دینا
تا وقتے کہ ہم تحریر نہ کریں۔ جب ہم تحریر کریں اس وقت دینا۔
اور اندر جو شئے ہو، نکال لینا۔ اور جہاز کی خبر ۵ رجمادی
الاولیٰ کی ہے اطلاعًا تحریر ہے۔ اور باقی کے بارے میں یہ ہے کہ مینڈھے
معرفت حافظ کے فروخت کرکے اداکردو اور اُس میں سے اُن کی چرائی
کے دام اداکردو۔ ۳/۲۲ (تین روپے بائیس نئے پیسے) تو باقی ہیں اور جو دام
چرائی کے ہوں دے دو۔ اور یہ دوسرا خط حاجی صاحب کو دے دینا،
اور حاجی صاحب کو یہ خط دے کر یہ کہہ دینا کہ ایک ماہ کی تنخواہ تو پہلے مہینے
کی اور ۱۰ (دس روپیہ) اگلے مہینہ کی بابت دے دو اور جب وہ دیدیں
تو یہ ۳۵ (پینتیس ۳۵ روپیہ) ہوئے اُن کا منی آرڈر فرزند علی کے نام معرفت
بانگی رحمت اللہ صاحب در مسجد حکیم اسمٰعیل چونہ بھٹی بھنڈی بازار میں کردو۔
اور اگر یہ روپیہ مل جاوے بہت جلدی منی آرڈر کردو۔ اس واسطے کہ جہاز
کی خبر ۵ رجمادی الاولیٰ تک ہے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ اور خرچ
منی آرڈر کا یا تو جو دام مینڈھوں کی قیمت میں سے بچیں صرف کرنا، ورنہ
خیر انھیں ۳۵ روپیہ میں سے دے دینا اور منی آرڈر ۲ کرنا، ایک
۲۵ روپیہ اور دوسرا ۱۰ روپیہ کا۔ اس واسطے کہ کل چھے ۶ آنے خرچ
ہوں گے۔ ورنہ ایک جگہ کل روپیہ کا کروگے تو آٹھ آنے صرف ہونگے۔
اور اس دوسرے پرچہ میں ایک خط تو حاجی صاحب کو دے دینا اور پرچہ
اپنے پاس رکھنا، جو کوئی دیکھنے کو مانگے، اس کو دکھا دینا اور بقیہ یہ خط

سب کو مت دکھانا۔ ان شاء اللہ ہم تمہارے لیے دعا کریں گے۔

المرقوم محمد رفیع الدین

(۴۷) ۷۸۶

برخوردار نورچشم مولوی محمد ضیاء الحق سلمہ

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ۔ تمہارے ۲ دو خطوط کا جواب پہلی ڈاک میں روانہ کر چکا ہوں اور تیسرا (مولوی) عبدالمؤمن کے خط میں روانہ کیا ہے۔ اور چوتھا خط مولوی عبدالحکیم کے خط میں روانہ کیا، بفضلہٖ تعالیٰ میں خوش و خرّم ہوں اور تمہاری مع خورد و کلاں خیریت کا خواہاں ہوں اور بدرگاہِ رب العزّت دست بدعا رہتا ہوں کہ خداوندِ کریم ایمان پر رکھے اور مکروہاتِ دنیویہ سے بچاوے اور زیارتِ حرمین شریفین سے مشرّف کرے آمین ۔ پہلے کسی خط میں لکھا تھا کہ وہ جیبی گھڑی گھر سے لا کے میں نے اُس کو اوپر کے حجرہ میں سامنے کے طاقچہ میں رکھ دیا تھا اُس کو بھول آیا۔ چاہیئے کہ وہاں تلاش کرلو۔ بعد اُس کے خط دستیابی کا لکھنا اور خط بخوبی دیکھ کر ہر ایک بات کا جواب لکھا کرو۔ اور جب مَیں دیوبند سے چلا تھا، تین چار ڈاڑھیں تھیں نکل گئیں (اب) کوئی بھی نہ رہی، الحمد للہ دانتوں کے نکل جانے سے کوئی تکلیف کھانے میں نہیں ہے اس لیئے کہ یہاں روٹی نہایت نرم اور گداز ہوتی ہے۔ اگر دودھ میں یا شوربہ میں ملا لے تو گویا وہ بالکل ملائم ہو جاتی ہے اور بہ آسانی کھائی جاتی ہے کوئی تکلیف نہیں۔ یوں بھی اگر کھائی جائے تو کوئی تکلیف نہیں۔ اور حافظ عظیم صاحب سے کہہ دینا کہ تمہارے مع خورد و کلاں کو دعا کرتا ہوں کہ خداوندِ کریم ان کی عمر دراز کرے اور نیک صالح کرے۔ تم اور حافظ

عظیم محمد خاں اور صابر اور امداد الحق اور ایک دو شامل کر لیا کرو اور ختم پڑھ لیا کرو۔ بہت جلد ہو جائے گا۔ اگر پانچ سات آدمی ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے باعث سے ہر بلائے دنیوی سے محفوظ رہو گے۔ صبح کو پانچ سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ اول آخر سو سو بار درود شریف پڑھ لیا کرو اور بعدہٗ ایک بار الحمد پڑھ کر اپنے دلیئے اور اپنے جمیع بھائی مسلمانوں کے واسطے دعاء مغفرت مانگا کرو اور اُس کے بعد ختم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھ لیا کرو اُس کے بعد ختم خواجگان پڑھا کرو اول ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھیں پھر سورۂ فاتحہ با بسم اللہ سات بار اور اس کے بعد درود شریف سو بار۔ الم نشرح مع بسم اللہ اُناسی بار پھر سورۂ اخلاص مع بسم اللہ ایک ہزار ایک بار پھر سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ سات بار پھر درود شریف سو بار پڑھ کر یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ سو بار۔ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ سو بار یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ سو بار۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ سو بار یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ سو بار یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ سو بار۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ سو بار پڑھے۔ اور اگر کوئی مطلب یا مشکل پیش آئے تو یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ سو بار یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ سو بار یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ کے بعد زیادہ کرے۔ جب تک وہ مطلب بر آئے یا مشکل حل ہو پڑھتا رہے۔ اُس کے بعد فاتحہ پڑھ کر اس ختم کا ثواب اُن بزرگوں کی ارواح طیبہ کو پہنچا وے جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے (ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ) اُس کے بعد خداوند تعالیٰ سے ان بزرگوں کے وسیلہ سے دینی دنیوی مطالب و مقاصد کے حصول کے لیئے دعاء کرے۔

اور شام کے وقت مغرب کے بعد اول قطب الاقطاب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ختم شروع کرے۔ پہلے سَو مرتبہ درود پڑھ کر پانچ سو مرتبہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھ کر پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے ثواب اس کا حضرت غوث الاقطاب کی روح پر فتوح کو پہنچا وے (اور اُن کے وسیلہ سے اپنے لیئے دعاء کرے) اُس کے بعد خواجہ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا ختم پڑھے اُس کا طریقہ یہ ہے کہ اول سو بار درود شریف پڑھے پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پانچ سو مرتبہ پڑھے اور سَو مرتبہ درود شریف۔ ثواب اس کا حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پُر فتوح کو پہنچا وے۔ پھر حضرات پیرانِ عظام کے وسیلہ سے دعاء کرکے فیضانِ باطنی کا اُمیدوار رہے۔

اُس کے بعد حضرت سید الطریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ختم اس طریقہ سے پڑھے۔

اول سَو مرتبہ درود شریف پڑھے پھر یاخفی الطفِ اَدْرِکْنی بلطفکَ الخفی پانچ سو مرتبہ پڑھے پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے اور اُس کا ثواب سید الطریقہ کی روح مقدس کو پہنچا وے۔ اور یہ چند اسمائے حُسنہ حصولِ ترقیات کے لیئے اور دینی و دنیوی درجات کی زیادتی کے لیئے لکھے جاتے ہیں۔ جو مقاصد کہ ان اسماء سے مناسبت رکھتے ہوں اُس پر مداومت کرے۔ اور ہر روز اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اُس کے درمیان سَو مرتبہ یا فتّاح سَو مرتبہ یا وَھّاب سَو مرتبہ یا رزّاق سَو مرتبہ یا مُعِزّ سَو مرتبہ یا رَافِع سَو مرتبہ یا سلام دن یا رات میں جس وقت

موقع ہو لیکن ایسا وقت نہ ہو کہ اُس میں کوئی عذر یا مانع پیش آنے کا خطرہ ہو۔ اور سورۂ لِاِیْلٰفِ جو کہ ہر بلا کے لیے حصار ہے اُس کو بھی رفع شر کی نیت سے گیارہ مرتبہ یا ایک سَو ایک مرتبہ اول و آخر پانچ پانچ مرتبہ درود شریف کے ساتھ ہر روز بعد نمازِ فجر پڑھیں۔ اگر اِس کو کرتے رہوگے تو تنگیٔ دنیا و ہر بلا سے محفوظ رہوگے۔ آئندہ تم کو اختیار ہے۔ اگر ممکن ہو ضرور بالضرور کر لیا کرنا۔

دیگر یہ کہ ڈیڑھ برس سے زائد گزرتے ہیں تم نے سرمہ نہ بھیجا اور میری طرف سے ہمشیرہ کو (قدیرالنساء والدہ عظمت علی صاحب مرحوم) سلام کہہ دینا اور کہنا کہ بفضلہ تعالیٰ میں بخیریت ہوں۔ اور محمد خاں کو اور صابر کو اور امداد الحق کو سلام دکھیئے، اگر صدیق وہاں ہو تو ان کو بھی سلام کہہ دینا۔ اور میاں جی مُنّا کا حال لکھنا، اگر زندہ ہوں تو سلام کہہ دینا۔ اور حافظ لیاقت سے سلام کہہ دینا اور کرم کریم خانقاہی سے بعد سلام کے کہہ دینا کہ تم جا کر حج کر آؤ۔ اور باقی جو کوئی پُرسانِ حال میرا ہو سلام کہہ دینا۔ اور عید گاہ کے درختوں کا حال لکھنا کہ کیا حال ہے۔ اور چھوٹی مسجد کمہاروں والی کا حال لکھنا کہ آباد ہے یا نہیں۔ اور کمال کی مسجد میں اور مدرسہ میں اور چھتہ کی مسجد اور چھوٹی مسجد میں سب کو سلام کہنا۔ بفضلہٖ تعالیٰ کوئی شکایت نہیں ہے ہر طرح سے اَمن و امان ہے۔

الراقم رفیع الدین دیوبندی عفی عنہ۔ تاریخ ۱۲ جمادی الاولیٰ روز ہفتہ سنہ ۱۳۰۸ ہجری

نشانِ مہر

خط عبدالقادر صاحب صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

از طرف عبدالقادر خلف الرشید جناب شاہ عبدالغنی صاحب مرحوم مغفور

مربی و مخلصی جناب مولوی محمد رفیع الدین صاحب سلام مطالعہ نمایند۔

جناب مولوی صاحب موصوف کو واضح ہو کہ جناب شاہ صاحب مرحوم نے بتاریخ ۶ محرم الحرام یوم شنبہ کو دار فانی سے رخصت ہو کر دار البقا جنت الفردوس میں مقام فرمایا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور ہم کو اور آپ کو صبر عطا فرما وے۔ اور ایسے وقت میں اگر آپ یہاں ہوتے تو بہت اچھا ہوتا لیکن خیر۔ شاید عند اللہ اسی میں کچھ بہتری ہوگی۔ الخیر فی ما وقع۔ فقط

از مدینہ منورہ سنہ ۱۲۹۶ھ

خط جناب محمد میرٹھی صاحب مرحوم

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

بخدمت فیض درجت مخدومی مکرمی جناب مولوی محمد رفیع الدین صاحب زاد اللہ الطافکم۔

بعد سلام مسنون و اشتیاق مشحون واضح رائے عالی ہو کہ بندہ بفضلہ تعالیٰ و منہ بخیریت ہے اور خیر و عافیت آں جناب فیض مآب کی درگاہِ رب العزت سے ہمیشہ مطلوب ہے اعزاز نامہ حضور کا پہنچا، بندہ کو نہایت معزز کیا اور حالاتِ دُرونی نے از حد ممنون و مشکور کیا اور خط حضور کا قبل قافلہ کے رکب میں پہنچ گیا تھا اس سبب سے اس کو حضرت شاہ صاحب نے ملاحظہ فرمالیا تھا ورنہ یہ بھی نہ ہوتا۔ اور اس وقت حضرت شدّت سے بیمار رہتے یہاں تک کہ بعض خطوط خود نہ پڑھ سکے تو میں نے پڑھ کر سنائے۔ بس بعد اُس کے قافلہ والوں کو حضرت کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

۲۵ ذی الحجہ یوم جمعہ کو بیمار ہوئے تھے۔ ابتداءِ مرض بخار اور وجع صدر (سینہ کا درد) تھا اور اخیر میں شدتِ بواسیر اس کثرت سے ہوئی کہ اسی میں چھٹے محرم الحرام کو دارِ فانی سے جانب دار البقاء تشریف فرما ہوئے۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

خیر اللہ تعالیٰ صبر عطا فرماوے اور ایسے وقت میں میرا یہاں سے آنا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اِس لیئے ابھی قصد نہیں کیا۔ آگے جو اللہ کی مرضی ہو

اور قبل چند روز کے میں نے حضرت سے عرض بھی کی تھی کہ اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہیں حضور کی خدمت شریف میں رہوں تو فرمایا تھا کہ ہاں پھر یہ وجہ اور بھی زیادہ توقف کی ہوئی ورنہ شاید چلا بھی آتا اور آگے جیسا کچھ آپ کی رائے صائب میں آوے تحریر فرما دیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اُس پر عمل کیا جاوے گا۔ اور تسبیح کے لیئے مولوی منظور احمد صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور پھر واپس جانے کا ارادہ ہے تو اُن کو بہت تاکید کر دی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز حسبِ دلخواہ تسبیحیں ارسالِ خدمت کی جاویں گی۔ اور قیمت بھی میں نے مولوی صاحب کو دے دی ہے۔ اور آپ قیمت یہاں نہ بھیجیئے گا۔ اور اگر ممکن ہو تو گویا اپنی طرف سے احساناً ایک جوڑ جرابیں سہارنپور سے پندرھویں اور ایک جوتا اُس کے موافق کوئی ساڑھے پندرھواں ہو یا زیادہ کہ جس میں وہ جرابیں آجاویں مرحمت ہوں تو نہایت احسان ہوگا۔ اور حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کی فہرست نئی آپ کے مدرسہ کی فہرست کے طرز پر میں نے بنائی ہے تو اُس کے لیئے اس کی ضرورت ہے کہ جس سے حروف چھیلتے ہیں ربڑ کی ہوتی ہے دو عدد اور ایک پینسل اور ایک سیاہی کی پڑیا اگر مرحمت ہوں تو بہتر ہے اور بھائی محسن صاحب کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ اُنھوں نے اب کے اپنا حال نہیں لکھا، کیا سبب ہے۔ اور اب کے بڑے بھائی صاحب کا بھی کوئی خط نہیں آیا۔ نہیں معلوم کیا باعث ہے اللہ تعالیٰ بہتر کرے اور وہ اپنے کام میں خوب مشغول رہیں، ابھی کہیں آنے جانے کا ارادہ نہ کریں۔ اور باقی سب اہلِ مدرسہ کو اور متعلقینِ مدرسہ کو جو پرسانِ حالِ کمترین ہیں سب کو سلام مسنون پہنچے۔ فقط راقم عریضہ محمد ۱۲ محرم الحرام ۱۲۹۶ھ از مدینہ طیبہ۔

خط جناب مولوی منظور احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً

از منظور احمد عفی اللہ عنہ

بخدمت مکرمی احمد سعید صاحب سلمہٗ و ضیاء الحق صاحب سلمہ اللہ العزیز

بعد سلام علیکم کے واضح ہو کہ جناب مولوی محمد رفیع الدین صاحب عرصہ دراز تک بیمار رہے۔ مرض مختلف تھا، کبھی بخار، کبھی تلی، کبھی بواسیر، علاج نہیں کرتے تھے۔ گاہ گاہ لوگوں کے کہنے سے علاج بھی کر لیتے تھے اور آدمی مولوی صاحب کے مرید وغیرہ میں سے بہت اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے رہے اور میں بھی اور زوجہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب محمود علی خاں اور اُن کے بڑے صاحبزادے اور جمیع اہلِ دیوبند مثل حکیم رفاقت علی صاحب اور حافظ عبدالمؤمن صاحب اور مولوی سید حسن صاحب وغیرہ جمیع احباب و مخلصین خبر گیری اور خدمت گزاری کرتے رہے۔ آخر الامر جمادی الثانی کی بارھویں تاریخ جمعرات کی شب کو ثلث اخیر کے وقت دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف سفر فرما گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ برحمۃ خاصۃ۔ اور جمعرات کے دن کو اشراق کے وقت حسبِ وصیت مولوی صاحب مرحوم کے جنت البقیع جنب دہلیز قبہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم مبارک حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے دفن کیے گئے نہایت متصل بلا فصل

اور مولوی صاحب مرحوم کے پاس نقد پیسہ کچھ نہیں تھا بلکہ کچھ قرض تھا سو ہم لوگوں نے ادا کر دیا اور دفن کفن بھی ہمیں لوگوں نے کیا۔ اور چند پہننے کے کپڑے مثل اونی دُہر اور چوغہ اور صدریہ اکثر خود احمد سعید اور ضیاء الحق کو بھیجنے کے لیئے مجھ کو فرما گئے اور کچھ پہننے کے کپڑے بچھونا اور رضائی و لحاف وغیرہ بیت المال لے گیا اور کچھ کپڑے اور کچھ چینی کے پیالے اور تانبے کے قلیل برتن کھانے پکانے کے لائق اور صندوق وغیرہ یہاں لوگوں کو دینے کے لیئے فرما گئے۔ اور کچھ چیز ایسی مُبہم ہیں مثل قرآن شریف اُن کے پڑھنے کا اور حزب الاعظم اور کچھ کتابیں اُردو کی نہایت قلیل اور دوات قلم کاغذ اسی قسم کی خوردہ چیزیں، اُن کے لیئے کچھ نہیں فرما گئے۔ آپ لوگ اُس کے وارث ہو۔ اگر لکھیئے تو یہاں لوگوں کو دے دی جائیں ثواب اُن کا مولوی صاحب کو پہنچے یا جیسے آپ کی رائے ہو جلد لکھ بھیجیئے اور کپڑے جو آپ لوگوں کے واسطے بھیجنے کو فرما گئے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ بھجوا دیئے جائیں گے۔ جواب اس کا دیکھتے ہی روانہ کرنا کچھ توقف نہ ہو۔ لفافہ پر یہ لکھنا۔ مدینہ طیبہ۔ حافظ عبد المؤمن بوّاب باب النساء کو پہنچ کر منظور احمد کو پہنچے۔ فقط

رقمہ منظور احمد عفی عنہ از مدینہ طیبہ تاریخ سیزدہم جمادی الثانیہ ۱۳۰۰ھ

پتہ لفافہ

ان شاء اللہ تعالیٰ اللّٰھمّ بلّغ بالخیر۔ ملک ہندوستان ضلع سہارنپور دیو بند مدرسہ اسلامیہ بخدمت فیضدرجت حضرت حاجی عابد حسین صاحب و احمد سعید صاحب و ضیاء الحق صاحب زاد فیضکم۔

مکتوب گرامی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بنام مولانا حکیم محمد محسن صاحب ساکن میرٹھ

معرفت مولوی ضیاء الحق صاحب مرحوم دیوبندی

(۱)

هوالموفق

مکرم بندہ جناب حکیم صاحب بارک اللہ فیکم وعلیکم

بندہ محمود سلام مسنون کے بعد عرض رسا ہے۔ کئی ہفتہ ہوئے جو آپ کا عنایت نامہ متضمن چند سوالات بذریعہ مولوی ضیاء الحق صاحب احقر کے پاس پہنچا تھا، اپنی کم فرصتی و کم ہمتی کی وجہ سے ارادہ ہوا کہ مولوی عزیز الرحمن صاحب یا مولوی خلیل احمد صاحب کے حوالہ کر دوں بالیقین یہ صاحب جواب عمدہ اور جلد لکھ بھیجیں گے۔ مگر محض اس خیال سے کہ مبادا آپ کو بندہ کی اس کوتاہی پر کسی قسم کا ملال ہو اور جواب لکھنے کی صورت میں کیا عجب ہے جو آپ کسی وقت میں اس درماندہ کو دعائے خیر سے یاد فرما دیں۔ باوجود کاہلی یہی ارادہ کیا کہ جو کچھ ہو سکے جلد لکھ کر آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔ مگر اتفاق سے چند امور ایسے پیش آئے کہ تحریر جواب سے معذور رہا، میرٹھ وغیرہ جانا ہو گیا۔ حکیم ضیاء الدین صاحب تشریف لے آئے، مولوی محی الدین خان صاحب آگئے۔ اور بعض امور جزئیہ پیش آتے رہے۔ بالجملہ اپنی کاہلی و کم فرصتی کو اور بھی زیادہ تائید ہو گئی۔ سو اول تو اس تاخیر کا عذر کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ کے امور مستفسرہ کی نسبت اپنی لیاقت کے موافق جواب

عرض کرتا ہوں۔ کوئی بات آپ کی پسندِ خاطر ہو تو میری خوش قسمتی، ورنہ احقر کی کم مایگی ایسی نہیں جس کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہو سو اس خط کو چاک کر دیجئے اور اور حضرات سے اپنی تشفی فرمالیجئے۔

الجواب۔ بوقتِ معراج آپؐ کی عمر شریف اکیاون برس اور نو ماہ کی تھی اور چالیس برس ایک روز کی عمر میں آپؐ مبعوث ہوئے یعنی آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ کی بعثت اور معراج میں گیارہ برس نو ماہ کا فاصلہ ہے سو بعض روایاتِ حدیث اور کتب تواریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس مدت کے اندر بھی آپؐ نماز پڑھا کرتے تھے بلکہ آپ کے اصحاب سے بھی اس مدت میں نماز پڑھنی ثابت ہوتی ہے اور طواف و حج کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور غارِ حرا میں اعتکاف کرنا بھی ثابت ہے اور فکر و ذکر یعنی ذکرِ قلبی و ذکر لسانی میں جو کہ اصلِ عبادت ہے آپ مشغول رہتے تھے۔ اور نیز صلوٰۃ تہجد بھی شروع میں فرض تھی، جب نمازِ پنجگانہ فرض ہوئی اس وقت تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ البتہ یہ معلوم نہیں کہ اس وقت کی نماز کے افعال و اوقات و شرائط کی کیا کیفیت تھی اور نماز کی اس وقت کیا حالت تھی۔ البتہ یہ امر محقق ہے کہ شبِ معراج میں آپؐ کی امت کے ذمہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور آپؐ کی عرض معروض کے بعد حق تعالیٰ نے اپنی رحمت و کرم سے پچاس کی جگہ پانچ نمازیں مقرر فرمائیں اور ثواب میں کمی نہیں فرمائی بلکہ پانچ نماز پڑھنے والوں کے لیئے پچاس کے ثواب کا وعدہ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ۲ دو روز پانچوں نمازیں آپؐ کو اس طرح پڑھائیں کہ اول روز پانچوں نمازیں اول وقت میں اور دوسرے روز آخیر

وقت میں بڑھا کر یہ کہا کہ اول و آخر ان نمازوں کا یہ ہے اور اُس کے مابین تمام وقت اُن کے ادا کرنے کا ہے لیکن بالتصریح یہ معلوم نہیں ہوا کہ اگر پچاس نمازیں بدستور لازم رہتیں تو اس کی کیا صورت ہوتی یہ بھی احتمال ہے کہ اُن کے لیئے وقت بھی جُدا جُدا ہوتے اور یہ بھی احتمال ہے کہ فقط رکعات کی شمار زیادہ کردی جاتی۔ چونکہ شب معراج ہی میں اُن سے معافی مل گئی اس لیے اُن کے عملدرآمد کی نوبت ہی نہیں آئی جو اس کی کیفیت بالتفصیل معلوم ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

باقی رہا یہ امر کہ پانچ وقتوں اور بیس رکعتوں کے تعین کی کیا وجہ سو امر واقعی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی حکمت کا بیان کرنا ہم جیسوں کا کام نہیں ہے۔ ہاں علمائے ربانی نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے بالاجمال اُس کا خلاصہ عرض کیئے دیتا ہوں مفصلاً عرض کرنا تو دشواری سے خالی نہیں۔ سو یہ امر ظاہر ہے کہ زمانہ ممتد معتد بہا جس میں آدمی کسی کام کو باطمینان انجام دے سکے۔ ایک ساعت ہے جس کو گھنٹہ کہتے ہیں۔ اور روایت حدیث اور عرف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رات دن کی کل چوبیس ساعتیں ہوتی ہیں۔ اُدھر بذریعہ عقل ونقل علماء کرام فرماتے ہیں کہ حقیقت صلوٰۃ ایک رکعت ہے کیونکہ ایک رکعت کے پورا کرنے کے بعد پھر وہی ارکان مکرر کرنے پڑتے ہیں۔ سو اب مقتضائے عبودیت یہ تھا کہ بوجہ احسانات وانعاماتِ خداوندی جو ہر وقت بندۂ ضعیف کے حال پر مبذول ہیں، تمام وقت حق تعالیٰ کی عبادت اور شکر گذاری میں صرف کیا جاتا اور اگر بوجہ حاجات وضروریات دیگر یہ امر بندوں کو دشوار تھا تو یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ رات دن کی چوبیس ۲۴ ساعتوں کے

مقابلہ میں کم سے کم چوبیس ۲۴ رکعات مقرر کی جائیں کیونکہ حسبِ بیانِ سابق چوبیس ۲۴ رکعتیں شب و روز کی عبادت کے حکم میں ہیں لیکن خداوندِ رحیم و کریم نے اس وجہ سے کہ آدمی اپنی مختلف حاجتوں میں مبتلا ہے۔ نصف وقت بندہ کی حاجاتِ دنیوی کے لیئے معاف کر دیا تاکہ عبادتِ خداوندی کو فارغ البالی اور اطمینانِ کلّی کے ساتھ انجام دے تو اس لیئے چوبیس ۲۴ رکعت کی جگہ بارہ ۱۲ رکعتیں مقرر ہونی چاہیئے تھیں۔ مگر بوجہ ارشاد اَللّٰهُ وِترٌ وَّيُحِبُّ الْوِتْرَ عددِ طاق مرغوب جنابِ باری ہے۔ اس لیئے ایک رکعت اپنے حق میں سے چھوڑ کر گیارہ رکعتیں شروع میں مقرر فرمائیں۔ کیونکہ ایک رکعت زیادہ کرنے میں بھی گو عددِ طاق ہو سکتا تھا مگر چوں کہ زیادتی مناسب رحمت نہ تھی۔ اسلیئے ایک رکعت اپنے حق میں سے معاف فرمادی۔ تاکہ شانِ رحمت کے بھی مناسب ہو اور عددِ طاق بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ اور اول میں بھی گیارہ رکعات فرض تھیں۔ چناں چہ احادیث میں مذکور ہے کہ حضر اور سفر میں شروع اسلام میں بجز مغرب کے، دو دو رکعت ہر وقت میں فرض تھیں اور وتر بھی اس وقت تلک واجب نہ ہوئے تھے۔ یا یوں کہیئے کہ چوبیس ۲۴ ساعات میں بیس ۲۰ ساعات تو ایسی ہیں کہ ان میں عبادتِ خداوندی اور اپنی حاجاتِ دنیوی جو چاہیں ادا کر سکتے ہیں مگر چار ساعت ۲ دو تو طلوع اور غروب کی اور ۲ دو زوال کی، یعنی اوّل و آخر روز اور استوا جس کو نصف النّہار کہتے ہیں، ان میں عبادت خداوندی یعنی نماز کی ممانعت ہے تو اس لیئے ساعتِ طلوع اور ساعتِ غروب اور اُن ساعتوں کو جن کے آخر اور اول میں استوا واقع ہوا

ہے چوں کہ ان میں عبادتِ خداوندی کی ممانعت ہے۔ ہاں قضائے حوائج عباد میں مثل جملہ ساعات کے ہیں ۲ دو ساعتوں کے برابر شمار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اور ساعتوں میں تو دونوں باتوں کی صلاحیت ہے اور اُن چار ساعات میں ایک ہی اَمر یعنی قضائے حوائج عباد کی فقط گنجائش ہے۔ اس لیئے یہ چار ساعات ۲ دو ساعتوں کے برابر ہوئیں۔ سو جب یہ چہار ساعات دو ساعت کے مساوی ہوئیں تو اَب جملہ شب و روز کی بائیس ۲۲ ساعات ہو گئیں اور حسبِ قاعدۂ سابق ان بائیس ۲۲ ساعات میں سے نصف عبادتِ خداوندی میں لگائیں اور نصف بندہ کے حصہ میں لگائیں تو پھر وہی گیارہ ساعات عبادتِ خداوندی کے لیئے معیّن ہوتی ہیں بالجملہ ان ہر دو وجہ مذکورۂ بالا سے بھی بات نکلتی ہے کہ عبادت کے لیئے کم سے کم گیارہ ساعات شب و روز میں مقرر ہونی چاہئیں مگر بندۂ ضعیف اپنی قلّتِ ہمت اور کثرتِ حوائج کی وجہ سے چوں کہ گیارہ ساعات کو مِن اوّلہٖ الیٰ آخرہٖ بتمامہا مشغولِ عبادت کرنے سے معذور تھا اور اس کام کو بہ سہولت نہیں کرسکتا تھا۔ ادھر حسبِ بیانِ سابق ادنیٰ درجہ صلوٰۃ کا ایک رکعت ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ نے بنظرِ کرم گیارہ ساعات کی عبادت کی جگہ گیارہ رکعتیں شروع اسلام میں مقرر فرمائیں۔ اور حسبِ قاعدۂ مذکورہ گویا یہ گیارہ رکعات تمام رات دن کی عبادت ہیں مگر جب نصوصِ قرآنی اور مشاہدہ اور تجربہ سے جملہ مؤمنین کو یہ امر محقق ہو گیا کہ توفیقِ طاعات اور قضائے حاجتِ دنیوی جملہ امور کا انجام دینے والا حق تعالیٰ شانہٗ ہے، بندہ کی جو حاجت ہے چھوٹی ہو یا بڑی، دنیوی ہو یا اُخروی، سب خالقِ کائنات

کا فیض اور عطیہ ہے اُدھر تائیدِ ایزدی سے مومنین کو فتوح متواترہ اور غلبہ تمام کفار پر دیا گیا جو کہ منافع دنیوی اور عبادتِ خداوندی میں مانع اور حارج تھے۔ اور مسلمانوں کو ہر طرح سے عزت اور ثروت عطا ہوئی اور جملہ تفکرات سے سبکدوش کر دیا گیا۔ تو اَب مقتضائے انصاف یہ ہوا کہ وہ نصف وقت جو بوجہ حاجات عباد دنیا کی ضروریات کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا اس کو بھی طاعتِ خداوندی میں مصروف و مشغول کرنا چاہیئے۔ اور اُن بارہ ساعات کے مقابلہ میں بھی حسب قاعدہ مذکورہ بارہ رکعات بندہ کے ذمّہ مقرر کی جاویں اس لیئے شب و روز کی چوبیس ساعات میں سے بمقتضائے کرم طلوع و غروب استواء کی چار ساعتوں کو بسبب عذر معلوم نکال کر باقی بیس۲۰ ساعات کے مقابلہ میں بیس۲۰ رکعات بندہ کے ذمہ لازم کر دی گئیں جس کی کیفیت حسب ارشاداتِ احادیث یہ ہے کہ ظہر، عصر، عشاء میں دو دو رکعت کی جگہ چار چار رکعتیں فرض ہو گئیں۔ اور تین رکعت وتر کی بڑھا دی گئیں جن کا مجموعہ بیس۲۰ ہوتا ہے۔ جو شخص ان بیس۲۰ رکعات کو حسب حکم خداوندی ادا کرے گا گویا اس کا دِن رات عبادت میں مصروف ہوا۔ پھر اگر اس بیس۲۰ رکعات کو شب و روز پھر نصفا نصف تقسیم کرتے اور دس رکعات دن میں اور دس رات میں مقرر فرماتے تو عددِ وِتر جو کہ حسب ارشاد اَللّٰہُ وِتْرٌ وَّیُحِبُّ الْوِتْر مرغوب خداوندی تھا بالکل فوت ہو جاتا اس لیئے اس کی تقسیم یوں کی گئی کہ دن میں گیارہ رکعات اور رات میں نو رکعات مقرر فرمائیں تاکہ رات دن جو کہ مستقل جُدا جُدا شمار ہوتی ہیں ہر ایک کی نمازیں وتر یہ ہاتھ سے نہ جائے۔ لیکن اس صورت

میں مغرب کی نماز دن میں شمار ہوگی سو کچھ مضائقہ نہیں۔ اول تو جناب سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات احادیث میں نمازِ مغرب کو وترالنہار فرماتے ہیں۔ دوسرے ہم دیکھتے ہیں کہ بنی آدم بھی اُس وقت کو بقیہ ضروریاتِ نہار میں صَرف کرتے ہیں۔ اِس لیئے اُس وقت کو روز ہی کے تابع سمجھنا چاہیئے۔

الغرض اس تقریر سے شروع اسلام میں گیارہ رکعت کی مقرر ہوئی اور بعد میں بیس رکعت کے مقرر ہونے کی وجہ تو معلوم ہوگئی۔

اب باقی رہا یہ امر کہ ان بیس رکعتوں کے لیئے ان اوقاتِ خمسہ کے تعین کی کیا وجہ۔ سو ارشادِ علمائے کرام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتضائے رحمتِ خداوندی یہ ہوا کہ بندہ کا شب و روز عبادت میں ہی محسوب رہے اور اس کی رات اور دن کی حاجتوں اور ضرورتوں میں بھی دشواری نہ ہو اس لیئے یہ بیس رکعات ایسے اوقات پر منقسم فرمائیں کہ بندہ سراپا احتیاج کو دقت پیش نہ آئے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دِن اور ضرورتوں کے لیئے ہے اور شب اور ضرورتوں کے لیئے۔ چنانچہ ارشاد وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا وَّ جَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا۔ اور ارشاد لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وغیرہ آیات سے اور نیز مشاہدہ سے بالبداہتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن کاروبارِ معیشت کے لیئے ہے اور رات سکون واستراحت کے واسطے۔ لیکن یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ ہرچند تمام دن کاروبار کے لیئے ہے مگر جس قدر کثرت کاروبار دن کے نصف اول میں ہوتی ہے اس قدر نصف ثانی میں ہرگز نہیں ہوتی۔ علیٰ ہٰذا القیاس جملہ شب اگرچہ سکون وراحت کے واسطے ہے مگر سب جانتے ہیں سکون وراحت جس قدر نصف آخر شب میں ہوتا ہے

اس قدر نصف اول میں نہیں ہوتا تو اس لیے حق تعالیٰ ذوالجلال والاکرام رحیم وغنی نے حسب ارشاد يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اپنی طاعات کے لیے کم درجہ کا وقت مقرر فرمایا یعنی نصف آخیر دن کا۔ اور نصف اول شب کا نماز کے لیے مقرر کیا اور کامل وقت یعنی نصف اول نہار جو کہ طاقت ونشاط کا وقت ہوتا ہے۔ اور نصف آخر شب جو کہ راحت وسکون کا وقت ہوتا ہے بندہ ضعیف کی طلب معیشت اور خواب و استراحت کے لیے چھوڑ دیا فَلَهُ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا۔

اور چونکہ حق تعالیٰ شانہٗ کے دربار میں چند بار حاضر ہونے میں خوبی اور منفعت ہے وہ خوبی ایک بار حاضر ہونے میں ہرگز نہیں۔ اس لیے یہ نہ کیا کہ نصف آخر روز میں سب نماز ایک دفعہ میں پڑھ لیا کریں اور اسی طرح نصف اول شب میں فقط ایک دفعہ حاضر ہو کر شب کی تمام نماز سے سبکدوش ہو جایا کریں بلکہ تھوڑے تھوڑے فصل سے اُس کے لیے اوقات مختلفہ مقرر فرمائے تاکہ اس بے نیاز کی بارگاہ میں مکرر سکرر حاضر ہو کر شرف حضور بطور کامل حاصل کریں۔

اور نیز یہ اوقات خمسہ تغیّر و تبدّل کے اوقات ہیں۔ عالم کے اندر تغیّر عظیم ہوتا ہے جس سے حق تعالیٰ شانہٗ کی عظمت اور قدرت ظاہر ہوتی ہے مثلاً ظہر کے وقت آفتاب کا زوال ہوتا ہے اور عروج سے نزول کی طرف مائل ہوتا ہے جس سے بالبداہت یوں سمجھ میں آتا ہے کہ کوئی ایسا قدرت والا بھی ہے کہ جس کی قدرت کے روبرو آفتاب جیسا عظیم المرتبہ کہ جس کو بہت سے احمقوں نے معبود تک بنا رکھا ہے بالکل مجبور و ذلیل ہے تو ایسے ظہور عظمت کے وقت بندوں کو اس قادر مطلق

کے روبرو عجز و نیاز کو ظاہر کرنا ضروری ہوا۔

علیٰ ہٰذا القیاس عصر کے وقت آفتاب میں تغیر بیّن پیش ہوتا ہے اور نورِ عالم قریب الاختتام ہوتا ہے اور نیز اس وقت کاروبارِ دنیوی کا ہجوم ہوتا ہے اس لیئے تغیر و زوال مذکور حسب بیانِ سابق اظہارِ مراسم عبودیت کو مقتضی ہے اور نیز کثرتِ مشاغل دنیوی میں خوف، غفلت اور اندیشۂ انہماک ماسویٰ اللہ ہے تو ایسے وقت میں توجّہ الی اللہ چونکہ ضروری ہے۔ اس لیئے وقتِ مذکور میں نمازِ مذکور مقرر کی گئی۔ اس طرح پر وقت مغرب میں آفتاب عالم تاب اور وہ نور منبسط جو عالمگیر تھا بالکل مخفی اور معدوم ہوجاتا ہے جو اس قادرِ مطلق کی عظمت و قدرت پر دال ہے۔ باقی رہی صلوٰۃِ عشاء اس وقت جملہ اُمور جو بقیہ روز ہوتے ہیں ختم ہوجاتے ہیں اور خواب و غفلت کا وقت آجاتا ہے جو تمام عالم کی موت کا نمونہ ہے۔ چنانچہ النوم اخ الموت۔ سب جانتے ہیں تو ایسے وقت انقلاب میں کہ جس کو تمام عالم کے لیئے بمنزلہ موت سمجھیئے ضرور ہوا کہ اپنے خالق قدیر کے روبرو اظہار خشوع و خضوع کیا جائے اور اس وقت کو اپنی حیات کا اختتام سمجھ کر نماز پر خاتمہ بالخیر کیا جائے اور اسی وجہ سے نمازِ عشاء کی تاخیر مستحب ہے تاکہ جملہ ضروریاتِ معیشت سے فراغت ہوجائے اور عشاء کے بعد سے امر دنیوی کے کرنے کی نوبت نہ آئے۔ اب رہی صلوٰۃ فجر سو اول تو بڑے انقلاب کا وقت ہے کیونکہ تمام کواکب اور قمر جس کی وجہ سے آسمان باغ و بہار ہو رہا تھا سب کا نور محو و زائل ہوجاتا ہے۔ دوسرے رات کا سونا موت کے حکم میں تھا ایسے ہی صبح کو جاگنا بمنزلہ حیاتِ جدید ہے۔ گویا تمام عالم از سرِ نو اُس

قادر کریم کی رحمت سے زندہ ہو گیا۔ سو ان وجوہ سے اُس ذوالجلال والاکرام کی عظمت اور رحمت کے روبرو اپنی ذلّت و خواری ظاہر کرنی، اور اس کی عبادت کرنی بہت ضروری ہے۔ اور دوسری وجہ ان اوقاتِ خمسہ کے مقرر فرمانے کی یہ بھی ہے کہ حسبِ بیانِ سابق جب دن کا نصف اخیر اور شب کا نصف اول عبادت کے لیئے مقرر ہوا اور انسان، اسیرِ حوائج سے یہ امر دشوار تھا کہ نصف روز و شب سارا کامل عبادت میں صرف کرے، کسی اور مشغلہ کی طرف متوجہ نہ ہو تو اس لیئے حق تعالیٰ شانہٗ نے دونوں نصف کے اول و آخر میں اپنی عبادت مقرر فرمائی تو گویا ایسی صورت ہو گئی کہ بندہ اول سے آخر تلک عبادت ہی میں مصروف رہا مثلاً نصف آخر یوم میں ظہر کی نماز ابتداء میں اور عصر کی نماز آخر میں مقرر فرما دی تو گویا یہ سارا وقت عبادت ہی میں مصروف ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ظہر کو اول وقت پڑھنا اور عصر کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے بشرطے کہ وقتِ مکروہ داخل نہ ہو جائے اور شب کے نصفِ اول میں یہ کہا کہ ابتداء میں نمازِ مغرب اور انتہاء پر نمازِ عشاء مقرر فرمائی تاکہ یہ تمام وقت نماز کے حساب میں محسوب ہو جائے یہی وجہ ہے کہ مغرب کی تعجیل اور عشاء کی تاخیر مستحب ہے۔ یہ جُدی بات رہی کہ لوگوں کے حرج اور تکلیف کی وجہ سے صلوٰۃ عشاء کی زیادہ تاخیر مستحب نہیں لیکن اصل سے مستحب تاخیر ہی تھی۔ چنانچہ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اب رہا یہ امر کہ اختلاف رکعات کی کیا وجہ کسی نماز میں دو۲ اور کسی میں تین اور کسی میں چار رکعات کیوں فرض کی گئیں۔ سو ہر چند اس کی وجہ نقل کرنی ہم جیسوں کا کام ہرگز نہیں۔ مگر مختصر وجہ جو بزرگوں کے کلام سے معلوم ہوئی یہ ہے کہ حسب معروضہ سابق شروع اسلام میں ہر وقت دو۲ رکعت

فرض تھیں فقط مغرب میں بوجہ مطلوبہ عدد طاق تین رکعات مقرر تھیں جب اس حکمت کی وجہ سے جس کا بیان پہلے ہو چکا ہے دو رکعت کی جگہ چار رکعات مقرر فرمائی گئیں تو اس وقت مغرب و فجر کو اصلی حالت پر رہنے دیا۔ اور اُن میں افزائش نہ کی گئی، مغرب میں تو ایک رکعت پہلے ہی سے زائد تھی اب اور بڑھائی جاتی تو وتر یعنی عددِ طاق جو مطلوب تھا باقی نہ رہتا۔ باقی رہی صلوٰۃ فجر سو وہ ایک حساب سے بالکل زائد معلوم ہوتی ہے کیونکہ حسب تقریر گذشتہ دن کا اول نصف اور رات کا آخر نصف بندہ کی ضروریات کے لیئے خالی چھوڑا گیا تھا تو اب وقت صلوٰۃ فجر کو چاہے رات کے اخیر میں شمار کیجئے چاہے دن کے ابتداء میں دونوں صورتوں میں ایسے وقت میں واقع ہے کہ جو وقت بندہ کی استراحت یا فکرِ معیشت، کے لیئے چھوڑ دیا گیا تھا، اس لیئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بالکل کوئی نماز مقرر نہ ہوتی مگر چونکہ یہ وقت مابین لیل و نہار واقع ہے تو اس وقت کی نماز میں اول بندہ کا بڑا نفع یہ ہے کہ یہ نماز ادھر تو رات کی اول نماز سے مل کر گویا تمام رات کی نماز کا فائدہ دیتی ہے اور اُدھر دِن کی اخیر نماز کے ساتھ مل کر تمام دن کی نماز کا حکم رکھتی ہے اور حدیث شریف میں اس مضمون کی طرف اشارہ بھی ہے دوسرے حسب بیانِ سابق اس وقت میں انقلاب عظیم اور گویا تمام عالم از سرِ نو زندہ ہوتا ہے تو ایسے وقت میں خالق کائنات کی یاد ضروری ہے، تیسرے اِدھر رات سے لے کر دوپہر تلک یادِ خداوندی سے غافل رہنا اور اپنی راحت و معیشت میں مدہوش رہنا بندہ کے لیئے مضر ہے۔ ان جملہ وجوہ سے ضرور ہوا کہ ایسے ضروری اور نافع وقت میں نماز مقرر کی جائے مگر چوں کہ اصل سے یہ وقت بندہ کے حساب میں تھا

اس لیئے فقط دُو رکعت پر اکتفاء کیا گیا تاہم عدد بیس جو مقرر تھا، اُس پر زیادتی نہ ہونے دی، باقی رہے وتر سو وہ اصل میں جُدی نماز ہے اس کو صلوٰۃِ عشاء نہیں کہتے، گو وقت ایک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صلوٰۃِ عشاء بعد نصف لیل مکروہ ہے اور وتر کا اخیر شب میں پڑھنا افضل ہے جیسا صلوٰۃ مغرب وتر النّہار ہے ایسے ہی یہ وتر اللیل ہے بغرض حصول عدد وتر یہ نماز صلوٰۃ اللیل کے آخر میں بڑھائی گئی باقی فرض و واجب کا جُدا قصہ ہے عمل میں دونوں برابر ہیں اس فرق کو آپ نے پوچھا بھی نہیں اور نیز وہ فرق وقت سے خالی نہیں۔ واللہ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم۔

(۲) حقیقت روح وہ امر ہے کہ اکابر اولیاء و علماء اس کے بیان سے معترف بعجز ہیں اس لیئے حق تعالیٰ شانہٗ نے قل الروح من امرِ ربّی کے بعد میں وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فرما دیا، باقی ارشادات اکابر جو پیشِ نظر ہیں اس سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ عالَم دو طرح پر ہے ایک عالمِ خلق دوسرے عالمِ اَمر عرش کے نیچے زمین تک سب عالم خلق میں داخل ہے اور عرش سے عالمِ امر شروع ہوتا ہے اور اوپر تک چلا جاتا ہے عالمِ امر گویا عالم علوی ہے اور عالمِ خلق عالمِ سِفلی ہے اُس عالم کو اس عالم کے عوارض و کیفیات سے منزّہ بتلاتے ہیں۔ پھر یہ فرماتے ہیں کہ انسان تمام عالم کا خلاصہ ہے اور تمام کمالات علوی و سفلی کا نمونہ اس میں موجود ہے چنانچہ جسد اور نفس انسان میں عالم خلق کی چیزیں ہیں اور لطائفِ خمسہ جن کو صوفیہ کرام کی اصطلاح میں قلب اور روح اور سرّ اور خفی اور اخفیٰ کہتے ہیں۔ عالمِ امر میں شمار ہیں مگر قلب کو عالم خلق اور عالم امر کے درمیان واسطہ اور برزخ فرماتے ہیں۔ ان جواہر

کو صوفیۂ کرامؒ فوق العرش بتلاتے ہیں اور ان سب کا نمونہ اور ظل انسان کے اندر موجود ہے تو اب اس تحقیق کے موافق قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کے یہ معنٰی ہوئے کہ روح عالمِ علوی یعنی عالمِ اَمر کی ایک شئے لطیف ہے عالمِ خلق میں داخل نہیں اور اس کے بعد یہ فرمادیا وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی اس کی پوری حقیقت تم کو معلوم نہ ہوگی، تمہارا علم قلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

(۳) جماعتِ نماز کی تاکید احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے۔ باقی یہ قاعدہ نہیں کہ جو چیز صراحتِ حدیث سے ثابت ہو وہ فرض ہی ہوا کرے۔ سینکڑوں سُنن اور مستحبات احادیثِ صریحہ میں مذکور ہیں حالانکہ فرض نہیں اور جماعت سنت مؤکدہ ہے یا واجب اور دوسرا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔

(۴) اور کوئی عبادت ایسی نہیں کہ جس کی وجہ سے فرض نماز سے سوال نہ کیا جائے، البتہ رحمت کا جُدا قصہ ہے بوجہ رحمت بہتیروں کے کبیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے مگر اس کے لیئے کوئی قاعدہ نہیں۔ واللہ اعلم وارحم

حکیم صاحب یہ آپ کی محض تعمیلِ حکم ہے ورنہ ایسے مضامین کو نقل کرنا ہم جیسے جہلاء کو ٹھیک نہیں، باقی جو کچھ لکھا ہے بزرگوں کے کلام سے نقل کیا ہے۔ حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی اور مولانا مولوی محمد قاسم صاحب اور مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے فرمانے کے موجب لکھا ہے۔ مختصر کرکے۔ جو کچھ غلطی ہوئی ہو حق تعالیٰ معاف فرمائے۔ والسلام

بندہ محمود عفا عنہ ۹ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ

خطوط حضرت مفتی اعظم مولانا مرشدنا عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی

خلیفۂ اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مہاجر مدنی

نوّر اللہ مرقدہما

(۱) ۴۸۶

عزیز با خلاص من مولوی ضیاء الحق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون ذکر نفی اثبات جس طرح سہل ہو کر لیا کرو۔ نفی اثبات میں حرکتِ اعضاً نہ ہو۔ ضرب میں گردن کو حرکت نہ دینا چاہیئے محض اشارۂ خیال سے ضرب قلب اور جمیع لطائف پر ہونی چاہیئے۔ اثبات مجرد بھی بحبس دم و بغیر حبسِ دم کرتے رہو۔ اس کی کثرت جذب و استغراق کے لیئے زیادہ مفید ہے۔ استغفار جس طرح کرتے ہو مناسب ہے۔ ختم حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس وقت مناسب ہے۔ مسبعات عشر کی اجازت ہے پڑھتے رہو، باقی سب وظائف اپنے اوقات پر کرتے رہیں۔ یہ خط پندرہ بیس روز ہوئے کہ لکھا تھا کچھ باقی رہ گیا تھا پھر بھول گیا اور بکارِ مدرسہ باہر بھی جانا ہوا، اس لیئے دیر ہوئی۔ آپ اپنے حالات مفصلہ ہمیشہ لکھتے رہیں اور بندہ کو دعاءِ خیر و حسنِ ختام سے یاد رکھیں۔ آپ کے حالات سن کر بہت سُرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں سے فرمادیں۔ نسبت قلبیہ جو اذکار و مراقبات سے حاصل ہو اس کو محفوظ رکھیں اور زیادتی کے طالب رہیں ؎

قرب نے بالا و پستی رفتن ست

قربِ حق از قیدِ ہستی رستن ست

آیۂ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ کا مراقبہ اکثر کریں اور لحاظِ معنیٰ بھی رکھیں کہ نورِ حق ہروقت ساتھ ہے اور محیط ہے اور وہ ذاتِ پاک اپنی جان سے بھی قریب ہے ؎

دادیم ترا ز گنجِ مقصود نشاں   گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

الراقم بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ
۲۹ رجمادی الثانی روز سہ شنبہ

(۲)   ۷۸۶

عزیز باخلاص من حاجی عزیز الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون آنکہ خط آپ کا آیا حال معلوم ہوا۔ وحدت کا ہونا اور پھر اُس میں ذکرِ الٰہی کی لذّت حاصل ہونا اُن نعمتوں میں سے ہے جو قابلِ غبطہ ہے۔ حدیثِ صحیح میں ہے کہ اول درجہ کا مؤمن وہ ہے جو راہِ خدا میں جان و مال سے جہاد کرے۔ اور اُس کے بعد اُس کا درجہ ہے جو علٰحدہ کسی جنگل پہاڑی وغیرہ میں جا رہے اور خلق کو اپنی ایذاء سے بچاوے۔ حاصل یہ کہ تنہا رہ کر یادِ الٰہی میں مصروف رہنا اس زمانہ

لہ واقعی حاجی عزیز الحق صاحبؒ نے گھر در کو چھوڑ کر حدیث کے موافق سہارنپور کے آگے پہاڑ کی جانب ایک گاؤں میں جس کا نام نوادہ ہے وہاں جا کر سکونت اختیار کر لی تھی اور تقریباً چالیس برس رہے اور وہیں انتقال فرمایا اور بمقام کھجنا وریعنی اونچے گاؤں کے قبرستان میں مدفون ہیں جس میں سادات اور دیگر لوگ مدفون ہیں۔ اور ایک تحقیقی بات حاجی صاحبؒ کی یہ ہے کہ اُس گاؤں نوادہ سے کبھی آگے کسی پہاڑ کی کھو میں آپ مہینوں رہ کر چلّہ کشی کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی طبیعت مجاہدانہ تھی اور حضرت شیخ الہند سے بہت زیادہ تعلق تھا اور آپ کے مسلک کے پابند تھے (نور الحق)

میں اعلیٰ درجہ کا کمال ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کی دولت اُنھیں بندگانِ خدا کو حاصل ہے جو خلق کے غوغا سے علٰحدہ ذکرِ الٰہی جلّ شانہٗ سے لذّت گیر ہیں۔ ذکر کا اثر جب تمام بدن و رگ و پے میں سرایت کرتا ہے رفتہ رفتہ اثر فنا ظاہر ہوتا ہے۔ جس قدر ذکر میں استغراق ہوگا فنائیت کا ظہور ہوگا۔ مراقبہ فنائیت وغیرہ میں اگر ہجوم خطرات ہو تو پھر مشغول ذکر ہونا چاہیئے۔ خواہ نفی اثبات یا اثبات مجرد جس میں دل لگے دفع خطرات کے واسطے نفی اثبات کو زیادہ مفید سمجھا گیا ہے۔ اثبات مجرد کثرت جذب کے لیئے مفید ہے انتہا جذب کی بھی یہ ہے کہ ماسوا اللہ شانہٗ سے علٰحدہ ہو کر محو ہمہ اوست ہو جاوے۔ ذکر کے بعد مراقبہ ضروری ہے۔ اگرچہ کمال یہ ہے کہ عین حالتِ ذکر میں بھی مُراقب رہے۔ اصل معنیٰ مراقبہ کے نگہداشت کے ہیں۔ پس وقت مراقبہ کے دِل کا ماسوا سے نگہداشت کرنا چاہیئے۔ نسبت علاقہ مع اللہ کا نام ہے جب ملکۂ راسخہ حق تعالیٰ کے ساتھ محبت و عبودیت کا پیدا ہو جاتا ہے اِسی کو نسبت کہتے ہیں جس کے اندر یہ ملکہ پیدا ہو جاوے وہ صاحبِ نسبت کہلاتا ہے۔ اُس کی چند اقسام ہیں۔ کسی کو علاقہ تذلل و انکسار کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے، کسی کو محبت و عشق کا، جیسا جس کو حال ہے وہ اُس قسم کا صاحبِ نسبت کہلاتا ہے۔ نسبت کے آثار میں سے ہے کہ قلب پر وارداتِ غیبی اور فیوضِ الٰہی مثل بارش کے برستے رہتے ہیں۔ قبور سے فیض حاصل کرنے کی بھی یہی صورت ہے کہ بزرگ صاحب قبر کی روحانیت سے تعلق پیدا کر کے اُس طرف متوجہ ہو جاوے۔ جو کچھ اُس طرف سے وارد ہو، وہ فیض نسبت اُس بزرگ کا ہے۔ اعتکاف کے متعلق جو احکامِ فقہ

ہیں وہ تو مالا بدمنہ وغیرہ رسائل سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ جس مسجد میں جماعت پنجگانہ نہ ہوتی ہو وہاں اعتکاف کرنا چاہیئے اور نکلنا بلا ضرورت بول و براز نہ ہونا چاہیئے۔ لغو باتیں بیع و شراء نہ کرنا چاہیئے، نہ چُپ بیٹھنا چاہیئے بلکہ مشغولِ ذکر و فکر و تلاوتِ قرآن شریف و تسبیح و تہلیل و درود استغفار وغیرہ میں مصروف رہنا چاہیئے۔ تمام شب بیدار رہنا، عبادت کرنا خصوصاً طاق راتوں میں مناسب ہے کہ شب قدر آخر عشرہ کی کسی طاق شب میں ہوتی ہے۔ مختلف رہتی ہے کبھی ۲۱ کبھی ۲۳ کبھی ۲۵ کبھی ۲۷ کبھی ۲۹ غرض ان راتوں میں بالکل نہ سونا اور عبادت کرنا مناسب ہے کُل شب نہ ہو تو اکثر شب بیدار رہنا بھی کافی ہے۔ باقی جو مسائل متعلق اعتکاف کے ہیں یا تو تم کو خود معلوم ہوں گے یا مالا بدمنہ وغیرہ سے معلوم کر لیجیو۔ اکثر ضروری باتیں تو بندہ کی اس تحریر سے معلوم ہو جاوینگی فقط والسلام۔

گھڑی آ گئی ہے ۱۲؎ روپیہ کی ہے چار آنے باقی رہے، کبھی بھیج دیئے جاویں گے۔ یہاں چاند چہارشنبہ کو نظر آیا۔ پنجشنبہ کی پہلی قرار دی گئی اور اکثر جگہ کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ چہارشنبہ کی پہلی ہوئی۔ ایک روزہ رکھنا ہوگا۔ سرہند کا جانا غالباً رمضان شریف میں نہ ہوگا، شاید بعد رمضان ہو۔ راقم بندہ عزیز الرحمٰن عفی اللہ عنہ از دیوبند ۱۱ رمضان روز یکشنبہ ۱۳۰۹ھ

(۳)

۷۸۶

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی اللہ عنہ

بمطالعہ اعزی ارشدی مخلصی منشی عزیز الحق صاحب سلمہ۔ بعد سلام

مضمون مطالعہ فرماویں۔ آپ کا خط خیریت آیا احوال معلوم ہوئے۔ خدائے پاک کا شکر ہے کہ آں عزیز کو حق تعالیٰ نے یہ دولت نصیب فرمائی۔ یہ احقر نابکار ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کے وسیلہ سے کسی کو نفع ہوتا مگر یہ محض افضال وانعام الٰہی ہیں کہ ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ زیادہ فرماوے اور اپنی راہ کا شوق وذوق عطا فرماوے۔ بندہ آپ کے میرٹھ ہونے کے وقت بھی یہ خیال کرتا تھا کہ اگر کچھ عرصہ تک میرٹھ آپ کا قیام رہا تو نسبت خاندان سے مناسبت ان شاء اللہ تعالیٰ ہو جاوے گی۔ سو الحمدللہ کہ آپ کو مناسبت باطنی طریقہ کی بزرگوں سے ہو گئی۔ جو خوابیں اور بشارتیں آپ نے لکھی ہیں بہت فرحت افزا ہیں۔ انار سرخ سفید کا دیکھنا صحیح ہے۔ جماعت ذاکرین کا دیکھنا عمدہ ہے۔ سلام کی آواز آنا مقبولیت کی علامت اور جنت کی بشارت ہے۔ یہ آواز سلام فرشتوں کی جانب سے صلحاء کو پیش آیا کرتی ہے کیونکہ مجالس ذکر میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں موافق مضمون احادیث کے بلکہ ملائکہ رحمت ایسے جلسوں کی تلاش وطلب میں رہتے ہیں۔ الفاظ مثل سبت وغیرہ معلوم ہونا عمدہ ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ تلاوت قرآن شریف میں زیادہ دل لگا کرے گا۔ بعد مغرب یا اور وقت ہو بوقت مراقبہ یہ ہی خیال رکھنا کہ اس بندہ کے پاس ہو اور قلب اپنا مقابل قلب احقر خیال کرکے آمد فیضان اور اکثر باطنی کا لحاظ رکھنا۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد۔ اس آیت کا مراقبہ رکھا کرو۔ اور قرب حق تعالیٰ کا بے کیف خیال کیا کرو۔ والسلام علیکم والحمد للہ تعالیٰ اولاً وآخراً وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ مولوی ضیاء الحق صاحب گھوگر یکی گئے ہیں۔ گل شیر خاں

صاحب آئے تھے، اچھے ہیں، اُن کی طبیعت بھی بہت مناسب ہے۔ فقط والسلام خیر ختام۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی اللہ عنہ۔ ۷ رجمادی الاولیٰ بروز پنجشنبہ ۱۳۰۹ھ۔

(۴) ۷۸۶

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بمطالعہ مخلصی حاجی عزیز الحق صاحب رقاہ اللہ تعالیٰ علی درجات الکمال

بعد سلام مسنون مطالعہ فرماویں خط آپ کا بدست میاں عبدالکریم صاحب پہنچا۔ آپ کے احوال معلوم ہو کر مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات اور اتباع سنت پر ثابت رکھے اور ترقیاتِ کثیرہ نصیب فرماوے۔ استقامت اور مداومت طاعتِ خداوندی پر محبت و شوق کے ساتھ ہونا، یہ ہی بڑی ترقی خیال کرنی چاہیئے۔ گویا یہ عین ترقی ہے کہ حق تعالیٰ اپنی خدمت و بندگی میں مشغول رکھے کہ جس کو اس ذاتِ پاک نے اپنے لیئے خاص کیا اس کو پھر کیا کمی ہے مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ مشہور کلام ہے یعنی جس کا اللہ اُس کی سب چیز۔ علاوہ بریں انسان جس کام کے لیئے دنیا میں پیدا ہوا ہے وہ صرف بندگیٔ حق تعالیٰ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ اس بارہ میں صریح نص ہے۔ پس آدمی اپنا کام کیئے جاوے۔ حدیث شریف میں وارد ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ یعنی جو اللہ کا ہو رہا، اللہ اُس کا ہے۔

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن
کہ خواجہ خود روشِ بندہ پروری داند

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ رقتِ قلبیہ بوقت اذکار و تلاوت

قرآن شریف علامت مقبولیت کی ہے شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور شکر اس کا استقامت ہے انھیں طاعات و وظایف پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ سے جب صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ تو مغفور ہیں پھر اس قدر محنت بندگی میں کیوں کرتے ہیں۔ تو آپؐ نے اس کے جواب میں یہی ارشاد فرمایا اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ یعنی کیا میں بندہ شکر گذار نہ ہوں یعنی خدا تعالیٰ کے الطافِ بے پایاں کا شکر یہی ہے کہ اسی کی خدمت میں لگا رہوں ؎

منّت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی
منّت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

عارف کو بعد حصول معرفت و لذت عبادت ہر لحظہ ترقی ہوتی ہے اس کو معلوم ہو یا نہ ہو ذکر نفی اثبات سے آخر تک کے تمام مقامات طے ہو جاتے ہیں۔ ذات تعالیٰ و تقدس تک اس کی بدولت رسائی بے پردہ حاصل ہوتی ہے۔ والحمد للہ۔

حدیث شریف کا مطالعہ بہت موجب برکت و سعادت و ترقی انوار باطنی ہے اس کا ضرور التزام رہے اور "مظاہر حق" کی باقی تین جلدیں بھی کہیں سے مستعار مل جاویں تو لے لیں۔ حدیث کا مطالعہ و عمل سے خاص ترقی اور نسبت میں لطافت حاصل ہوتی ہے۔ عشرۂ اخیرہ رمضان شریف بلکہ تمام رمضان شریف میں جو کار خیر ہو جاویں غنیمت ہیں، تمام سال اس کی برکات کا اثر قلب پر رہتا ہے، میرے لیے بھی دعا کریں کہ حق تعالیٰ اپنی مرضیات و اتباع سنت کی توفیق عطا فرماوے۔ بڑی لڑکی بتول عرصہ سے بیمار رہی ہے۔ اب اس کو بحمد اللہ

تعالیٰ تخفیف ہے آپ بھی دُعاء فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو صحت عطاء فرماوے اور اصلی مرض زائل ہو جاوے۔ اپنی لڑکیوں اور بھتیجوں کو دعاء کہہ دیں اور ان کی والدہ کو سلام، باقی حالات دوسرے خط میں لکھے گئے ہیں ان کو مطالعہ فرماویں۔ احقر دعاء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقیاتِ خاصّہ سے مشرّف فرماوے اور استقامت و محبتِ خداوند و محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ ایمان کی شان ہے آپ کو عطاء فرماوے۔ فقط بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

(۵) ۷۸۶

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

عزیزم باخلاص و محبت میاں عزیز الحق صاحب اعزہ اللہ تعالیٰ فی الدین وعفاہٗ۔ بعد سلام ہدیۂ اسلام مطالعہ فرماویں کئی روز ہوئے کہ آپ کا محبت نامہ مشتمل حالاتِ عجیبہ و واقعاتِ مقبولہ وارد ہو کر کاشف مافیہ ہوا جو کچھ واقعات تحریر کیے ہیں سب دلیل مقبولیت اعمال و بشارت عاجلہ کے ہیں۔ حق تبارک و تعالیٰ روز افزوں فرماوے۔ الحق کہ نفی اثبات کی کثرت بہت مفید ہوتی ہے۔ روشنی جو نظر آتی ہے وہ اسی کلمہ طیّبہ کی روشنی خیال کرنا چاہیئے۔ کشف کونی اکثر اس میں پیش آتا ہے چنانچہ آسمان و ستارہ وغیرہ کا کشف ہونا اسی پر مبنی ہے۔ سڑک پر بیٹھے دیکھنا استقامت علی الشریعت کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ اس پر قائم رکھے وقت صبح کے مانند دیکھنا گویا جنّت کا مشاہدہ ہے کہ جنت میں ایسا ہی وقت ہوگا، اس میں آواز آنی بھی اُسی کی دلیل ہے۔ یہ آواز اہل جنت کی ہے یا ملائکہ حاضرین کی بظاہر جن کی آواز معلوم ہوتی اُن کی مغفرت

کی دلیل ہے۔ نماز پڑھنا محراب میں عین قربِ الٰہی جلّ و علا ہے۔ اور جو لوگ خلافِ سنت عرس وغیرہ میں مشغول ہیں، ان میں اگر بالفرض کوئی بزرگ بھی ہو تو اُس کو قربِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورا پورا نصیب نہیں۔ معیتہ کسی کے ساتھ بوجہ اشتراکِ عقیدہ ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں معلوم ہوتا کہ جن کو تم نے شریکِ اہلِ بدعت و فسّاق دنیا دار دیکھا ہے اُن میں کچھ شائبہ اُس کا باقی ہے۔ عجب نہیں کہ عقیدۃً وہ اُن جُہّال کے شریک ہوں اور ایسے مجامع کو پوری طرح بُرا نہ جانتے ہوں اور محبت فُسّاق دنیا داران تو اُن کے لیۓ مشاہدہ ہی ہے کہ اکثر اوقات ایسے لوگوں میں گذرتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط والسلام۔

بندہ عزیز الرحمٰن عفی اللہ عنہ۔

(۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین سیدنا ومولانا وشفیعنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بخدمت بابرکت حاجی عزیز الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام ہدیۂ اسلام عرض ہے۔ آپ کا خطِ مبارک موجبِ فرحت ومسرّت ہوا۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہ علیٰ کل حال۔ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جس صورت اور جس حلیہ سے بھی ہو، بہت مبارک اور موجبِ بشارت ہے۔ اور آپ نے جو عجیب وغریب حلیہ اور قد وقامت اور نورانیت آپؐ کے چہرۂ مبارک

کی دیکھی، یہ سب عمدہ بشارت ہے۔ اور یہ بھی بہت مبارک امر ہے کہ آپؐ سے مصافحہ ہوا اور کچھ ارشاد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلے کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھنا۔ دیگر حضرات بزرگوں کو دیکھنا اور اب خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وتکلم سے مشرف ہونا اور سعادت مصافحہ حاصل ہونا دلیل ہے آپ کے ترقیٔ مقام کی۔ اور پہلے کچھ ناخوش اور پھر خوش معلوم ہونا، یہ بھی علامت مقبولیت کی ہے اور قرب کی۔ اور انکساری اور اقرار اپنی خطا کا یہ اُس خوشی کے باعث ہے۔ پس ہمیشہ اس پر قائم رہنا چاہیئے ؎

بندہ ہمہ بہ کہ ز تقصیر خویش　　عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش　　کس نہ تواند کہ بجا آورد

اوراد جو کچھ پڑھتے ہو اُن پر مواظبت رکھو اور دل میں یاد داشت وحضورِ حق تعالیٰ کو خوب جمالو اور ہمیشہ ہر وقت دل اس طرف متوجہ رہے کہ حضوری دائمی ہو جائے۔ باقی اہلِ قربت کا ہمیشہ خیال رکھا کرو۔ صلۂ رحمی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب ہے اور قطع رحمی آپؐ کو بہت ناپسند ہے۔ آخر میں خالہ صاحبہ[عـہ] اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہو جانا یہ بشارت ہے انجام بالخیر ہونے کی۔ اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر فرماوے اور اتباع شریعتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نصیب فرماوے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ (شیخ الہند) کا خواب

عـہ یعنی اہلیہ صاحبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

میں دیکھنا اور اُن کے ہمراہ کھانا کھانا اور دیگر عنایات جو مولانا سلمہٗ کی طرف سے پیش آئی۔ یہ سب علامت قبولیت کی ہے۔ صالحین کی محبت موجب قربِ باری تعالیٰ ہے۔ باقی خیریت ہے۔ بندہ دعاءِ خیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دائماً توفیق اعمالِ صالحہ کی عطا فرماوے اور اُس پر مواظبت نصیب ہو۔ بندہ کے لیئے بھی دعاءِ خیر و حُسنِ خاتمہ فرماتے رہیں۔ بندہ اپنے اعمال کی خرابی سے بہت شرمندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور بندہ کو اور جملہ مؤمنین ومؤمنات کو مغفور فرماوے اور اپنی رحمت میں داخل فرماوے اور صالحین کی جماعت میں محشور فرماوے۔ آمین۔

احب الصالحین ولست منھم　　لعل اللہ یرزقنی صلاحًا

والسلام اولاً وآخراً اپنی اہلیہ اور سب بچوں کو دعاء پہنچے۔ امتحان سالانہ مدرسہ ہٰذا کی وجہ سے فرصت بالکل نہیں ہے۔ اس وجہ سے مختصراً جواب لکھا گیا ہے۔ فقط والسلام۔ راقم بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ از مدرسہ عربیہ دیوبند۔

(۷)　　۷۸۶

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بعد سلام مسنون آنکہ آپ کی سب تحریرات دیکھیں کہ نہایت عمدہ بشارت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے۔ احقر کے خیال کے موافق رویاءِ حق ہیں جو غیب سے ظاہر فرمائی گئی ہیں۔ اور اُس لاٹھ نورانی میں سے جو آواز آئی کہ اِدھر کو مت دیکھ۔ اشارہ ہے تعلیم ادب کی طرف۔ اور نیز یہ کہ ایمان بالغیب مقصود ہے اور یہ ہی افضل ہے۔ ایمان کامل ایمان بالغیب ہے اور انوار و سایط مقصود نہیں۔ وسائل کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیئے، مقصود کی طرف خیال رکھنا چاہیئے۔ اور قلب کے بائیں جانب سے

کسی کا یہ کہنا ۔ اَے فقیر اللہ کے الخ یہ داعی اللہ ہے جو ہر مومن کے دل میں رکھا گیا ہے اور بندہ کو دنیا سے بے رغبت کردیتا ہے ۔ اور ایک پایہ کی نپائی پر بیٹھنا اور پھر نیچے اترنا اشارہ ہے اسلام پر قائم رہنے کا اور اُسی پر مرنا اور حافظ نذیر احمد صاحب [۱] کی مغفرت بھی اِسی قصہ سے معلوم ہوتی ہے ۔ واللہ اعلم ۔

اور مُسائل کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہونا محقّق طور سے معلوم ہو جاوے یعنی وہ فقط مُقِر اپنے اس عقیدہ کے ہوں ، حالت بیداری میں تب تو قطعاً اُن کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ۔ اور اگر شبہ ایسے عقائد کا کسی طرف ہو تو اُس وقت احتراز اولیٰ ہے حکم قطعی عدم جواز صلوٰۃ کا نہیں ۔ اور پائجامہ میں بھی ثواب مثل تہبند کے حاصل ہو سکتا ہے جب کہ بہ نیت تَسَتُّر پہنے ۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے ۔ صحاح ستّہ میں ایسی حدیث آئی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پاجامہ خریدا اور پسند فرمایا ۔ تین درم کی قید صحاح ستّہ میں غالباً نہیں آئی ۔ اور طول وعرض آپ کے تہبند کا معلوم نہیں ہے اور اُس میں شرعاً کوئی قید نہیں ہے (البتہ ٹخنوں سے اُونچا رہنا چاہیئے) غرض یہ ہے کہ جس مقدار میں پردہ خوب ہو جاوے وہ کافی ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی غالباً کوئی مقدار معیّن مروی نہیں ۔ فقط والسلام واللہ تعالیٰ اعلم ۔ راقم بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی

---

[۱] یہ وہ ہیں جنہوں نے ترجمہ قرآن شریف کیا ہے ۔ اور جو ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم کے نام سے مشہور ہیں ۔ فقط از بندہ نور الحق ۔

۷۸۶ (۸)

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بمطالعہ گرامی حاجی عزیز الحق صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون السلام آں کہ آپ کا خط مشتمل احوال باطنی و استفسار مسائل پہنچا مسرور کیا۔ توفیقِ اذکار و تسبیح تلاوتِ قرآن مجید وغیرہ نعمتِ عظمٰی ہے جو حق تعالیٰ نے محض اپنے فضلِ خاص سے عطا فرمائی ہے حضور اور اخلاص کے ساتھ یہ سب اذکار تسبیح و صلوٰۃ و تلاوت ہوتے ہیں تو سب کچھ ہی مطلب حاصل ہوگیا۔ اَب اَسرار حق کے کھولنے کا اختیار حق تعالیٰ کو ہے اس کی طلب بندہ پر ضرور نہیں اس کا کام عبودیت بجالانا ہے۔ اور یہ خیالات جن سے رونا آتا ہے بہت عمدہ اور مقبول ہیں یہ ہی اسرار ہیں۔ معرفت کا آغاز ہیں حق تعالیٰ بہ برکت اتّباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترقی عطا فرماوے۔ غلبۂ خوف بھی علامت حصولِ معرفت کی ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء حالات سب پسندیدہ ہیں حق تعالیٰ ترقی عطا فرماوے ؎

ذکر کن ذِکر تا ترا جان است پاکیٔ دِل ز ذکرِ رحمٰن است

جوابات مسائل یہ ہیں:۔

۱۔ اگر انزال اور دخول نہیں ہوا تو صرف مَس جسم سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

۲۔ اگر انزال ہوگیا تو قضا لازم آوے گی۔

۳۔ ایسا ہی جلق سے انزال ہو تب بھی قضا لازم آتی ہے نہ کفارہ۔

۴۔ امام کو تراویح کے ختم پر بلا شرطِ اُجرت اگر کچھ دے دیویں کچھ حرج نہیں۔ ایسا ہی اگر صاحب نصاب نہیں تو اُسے بھی لینا درست ہے۔

۵۔ فطرہ اور کھال ... اور زکوٰۃ صدقہ ہے۔ اگر فقیر لے کر کھاوے تو جائز ہے۔ اور .... میں بھی نہ آنا چاہیئے۔ اور اگر بلا ضرورت لیوے منع ہے جب کہ صاحب نصاب ہے۔ فقط

راقم عزیز الرحمٰن عفی عنہ از دیوبند مسجد خود۔

۲۶ رمضان المبارک روز یکشنبہ۔

(۹) ۷۸۶

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بمطالعہ مخلصی مکرمی راجی عزیز الحق صاحب بفضل عرفانہ وقدرہ

بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ آپ کا خط پہنچا جو امور آپ کو پیش آتے ہیں بحمد اللہ سب پسندیدہ و مستحسن ہیں۔ علامتِ قربِ الٰہی، بزرگانِ طریقت نے اِن ہی اُمور کو فرمایا ہے اور قبولیت کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے اس مضمون کو تحریر فرمایا ہے۔ روشنی مثل چاند کے نظر آئی جس میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آخر تک مرقوم معلوم ہوا توفیقِ الٰہی کی روشنی ہے اور نورِ ایمان ہے جس کے سبب وہ راہِ مستقیم پر قائم رہتا ہے۔ محو ہو جانا اُس کا اس وجہ سے ہے کہ حق تعالیٰ نے صراطِ مستقیم پر کر دیا۔ اَب اس راہ پر ثابت قدم رہنا بندہ کے استقلال کی بدولت ہوگا اور اس راہ میں اسی طرح امتحان کیا جاتا ہے۔ یہ ایمان بالغیب کی طرف اشارہ ہے۔ عاجزی والتجائی کلمات کا ظاہر ہونا اپنی پستی اور

نیستی کے سمجھنے کے لیئے ہے یعنی انسان اپنی ہستی کو نیستی اور سراپا عجز و احتیاج جانے۔ اللہ کی راہ میں جان کو فدا کر دے یعنی بمقابلہ ہستی حق تعالےٰ نیست ہو جاوے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

چیست تحمید خدا افراشتن   خویشتن را خوار و خاکی داشتن

ترجمہ :۔ حمد خدا کو بلند کرنے کا مطلب کیا؟ اپنے آپ کو ذلیل اور بے حقیقت سمجھنا ہے۔

پرندکی آواز ملائکہ ذاکرین کی آواز ہے اور علامت فنائیت کی ہے۔ ذوق و شوق عارف اِس سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور معرفت میں قدم راسخ ہوتا ہے، حق تعالیٰ قبول فرماوے۔ اوقات افطار وغیرہ کی نسبت جو پوچھا ہے یہاں کے حساب سے غروب پانچ بج کر چالیس منٹ ہے پھر ایک ایک دو دو (منٹ) زیادہ ہوتا جاوے گا۔ تمہارے حساب سے تو صبح صادق پانچ بج کر پندرہ منٹ پر غالباً ہو جاتی ہے یا قریب ہوتی ہے۔ گھنٹہ ممانعت کا یہاں پانچ بج کر دس منٹ پر بجتا ہے۔ فقط والسلام مع الاکرام۔   بندہ عزیز الرحمٰن ۲ ر رمضان شریف روز شنبہ۔ از دیوبند مدرسہ عربی

(۱۰)   ۷۸۶

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

برادرم عزیز اخلاص میاں عزیز الحق صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا خط پہنچا، حال معلوم ہوا، خواب آپ کا بہت صحیح اور عمدہ ہے۔ حق تعالیٰ کی رویت بشارت عظمیٰ ہے اور خبر ہے اس امر کی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تم کو شرف مشاہدۂ جناب باری جو صوفیائے کرام کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ تصوّف کا ہے حاصل ہو گا،

برکت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کیا عجب ہے کہ قیامت میں حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ہی معاملہ پیش آوے جو خواب میں دکھلایا گیا اور بے حساب بخشش ہو۔

حدیث میں ہے کہ اس امت میں سے بہت سے آدمی بے حساب داخلِ جنت ہوں گے۔ اور نیز قائم ہونا قیامت کا اور برپا ہونا حساب وکتاب کا، اشارہ ہے فنا اور بقا کی طرف جو صوفیائے کرام رح کو اِس عالم میں پیش آتا ہے۔ سو بہرحال یہ خواب اشارہ قربِ جناب باری کی طرف ہے اور احوالِ برزخ دکھلائے گئے ہیں۔ چناں چہ پیش ہونا مردوں اور غریبوں کا اور ان کی بخشش اُسی کا اشارہ ہے

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ مومنین سے حساب یسیر فرماوے گا۔ صرف اعمال پیش ہو کر اُن پر معافی اور بخشش کا حکم ہو جاوےگا اور سخت گیری حساب میں نہ ہوگی۔

اور (شیخ) نہال احمد کی بیٹھک میں مجمع ہونا کیا عجب ہے کہ اس طرف اشارہ ہو کہ یہ معاملہ امتِ احمدیہ کے ساتھ ہوگا جو (شیخ) نہال احمد........ لگا یا ہوا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور حق تعالیٰ کا اُس بیٹھک میں ہونا اشارہ ہے کہ رحمتِ حق تعالیٰ امت محمدیہ کی طرف بدرجہ غایت متوجہ ہے اور نظرِ خاص اُن کی طرف ہے اور عاصیوں کی مغفرت اُسی رحمت کا باعث ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز تہجد بعض وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ۱۲ رکعات بھی پڑھی ہیں اور دس بھی اور اکثر آٹھ۔ سو سب سنت ہیں کبھی آٹھ

کبھی دس پڑھ لیا کرو، اتفاقاً کبھی بارہ رکعات بھی پڑھ لیا کرو۔ اور نیت میں دو رکعت سنت یا نفل جو کچھ کہہ لو درست ہے۔ مگر سنت کہنا نیت میں عمدہ ہے کہ اکثر فقہا نمازِ تہجد کو سنت ہی فرماتے ہیں فقط والسلام بندہ بخیریت ہے اور دعاء کرتا ہے، آپ بھی دعاء خیر سے یاد رکھیں۔ فقط۔ راقم بندہ عزیزالرحمٰن عفی عنہ

(۱۱) ۷۸۶

از بندہ عزیزالرحمٰن عفی عنہ

بخدمت بابرکت حاجی عزیزالحق صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون آں کہ خط آپ کا پہنچا بہت مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ ترقیات عطا فرماوے۔ یہ حالتیں جو پیش آئیں عمدہ اور علامت مقبولیت کی ہیں۔ حق تعالیٰ استقامت عطا فرماوے۔ ذکر واشغال جس قدر آپ کرتے ہیں بہت کافی ہیں اور ہمت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمت وعمل میں برکت عطا فرماوے۔ حالتِ غنودگی میں جو کچھ امور پیش آویں یہ سب عمدہ ہیں مگر اپنی توجہ اُن اُمور کی طرف نہ کی جاوے، بلکہ حق تعالیٰ کی طرف خالص توجہ رہنی چاہیئے۔ بلا کیف حضورِ حق تعالیٰ کا اور یادداشت رکھنی چاہیئے کہ جس سے حضوری حق تعالیٰ کی دائم حاصل ہو۔ جو اُمور اور بشارات اس قسم کے پیش آویں جو آپ نے لکھے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جاوے اور نفس وشیطان کے مکائد سے کسی وقت مامون نہ ہونا چاہیئے۔ جو کچھ مشغولی ذکر وشغل وعبادت میں ہو، محض خالص اللہ کے واسطے ہو اور رضاءِ الٰہی اس سے مقصود ہو، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ریاء اور عُجب سے بچایا ہے اور اخلاص

عطا فرمایا ہے ؎

چگونہ شکرِ ایں نعمت گذارم که زورِ مردم آزاری ندارم

ترجمہ:- میں اس نعمت کا شکر کیسے ادا کروں، کہ میں آدمیوں کو ستانے کی طاقت نہیں رکھتا

منّت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتنت

ترجمہ:- بادشاہ کی خدمت کو اپنا احسان مت سمجھو بلکہ یہ سمجھو کہ اس نے خدمت لے کر تم پر احسان کیا ہے

روشنی جو مثل آفتاب کے پھیلتی چلی آئی، یہ نورِ ذکر اور تلاوتِ قرآن شریف اور درود شریف وغیرہ کا ہے۔ اور آواز صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا اس پر اشارہ کرتا ہے کہ بذریعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نور حاصل ہوا۔ اور کلام عربی کا مسموع ہونا غالباً ملائکہ کی آواز ہے جو خاص ایسے اوقاتِ ذکر و حضوری میں آتے ہیں۔ دوسری شب جو روشنی مثل آفتاب کے ظاہر ہو کر گم ہوگئی یہ اشارہ ہے کہ تجلّی حق تعالیٰ کی ابھی دائم نہیں ہوئی یعنی حضورِ دائمی میں تجلّی دائم ہے ابھی تک ایسا نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ میسّر فرماوے آمین۔

لانبی سیڑھی پر اپنے آپ کو دیکھنا دینِ اسلام اور شریعتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہنا اور مستقیم ہونا مراد ہے۔ پہلی روشنی مثل چاند کے معلوم ہونا اور اب مثل آفتاب کے ترقی کی دلیل ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی اِحْسَانِهٖ وَاِنْعَامِهٖ۔ وتر کو بعد عشا ہی پڑھ لیا کریں۔ اور دعا سونے اور جاگنے کے وقت کی اور گھر سے نکلنے اور مسجد میں داخل ہونے اور خارج ہونے کی، اسی طرح جملہ اوقات کی جو جو دعائیں حدیث میں آئی ہیں اُن سب کو اُپنے اُپنے وقت پر پڑھتے رہیں حصن حصین کے ترجمہ میں دیکھ لیں۔ ترجمہ حصن حصین کا چھپ گیا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ قاری مغیث الدین

صاحب کے مقدمہ کے لیئے بندہ دعاء کرے گا اور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرماوے۔ عتیقؔ[1] و جلیلؔ[2] اور اُن کی ہمشیرگان اَب بفضلہ تعالیٰ اچھے ہیں۔ اسرار الحق اور اُس کی والدہ اور بہنوں کو سلام دعاء۔

مرسلہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۲۹ سنہ ۱۳ ھ از دیوبند بروز پنجشنبہ۔

(۱۲) ۷۸۶

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بخدمت مخلصی مکرمی مولوی عزیز الحق صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون آنکہ پرسوں آپ کا عنایت نامہ مفصل و مبسوط مشتمل احوال و اَوراد و معمولات پہنچا۔ حالات و واردات صحیح ہیں اور ثمرات ہیں اعمالِ صالحہ کے، اللہ تعالیٰ توفیق زیادہ کرے اور اخلاص کامل عطا فرماوے۔ شب و روز کے اَوراد و معمولات جو آپ نے لکھے ہیں بہت مناسب اور عمدہ ہیں اور رقت کا جاری ہونا اور خوف حق تعالیٰ و خوفِ احوالِ قیامت اور اپنے اعمال پر اطمینان نہ ہونا اور اپنے کو اچھا نہ سمجھنا یہ سب عمدہ احوال ہیں۔ اور ترجمہ آیات کا خیال میں رہنا اور اُن کے موافق اعتقاد کرنا بہت ضروری اور کام کی بات ہے۔ بندہ کو آپ کے معمولات اور حالات دیکھ کر بہت مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نیک بندوں میں سے فرمایا اور توفیق اپنی بندگی و اطاعت و عبادت کی دی۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمیکنی منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

(ترجمہ) بادشاہ کی خدمت کو اپنا احسان مت سمجھو، بلکہ یہ سمجھو کہ اس نے خدمت لے کر تم پر احسان کیا ہے

---

[1] مفتی عتیق الرحمٰن صاحب [2] قاری جلیل الرحمٰن صاحب۔

اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کرنا چاہیئے دل وجان سے یہ اُس کی رحمت و انعام ہے وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

خیالات آپ کے سب بفضلہ تعالیٰ صحیح اور عمدہ ہیں اور اخلاق وعادات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اثر بفضلہ تعالیٰ آپ میں ہے۔ یہ سب موقع شکر باری تعالیٰ کا ہے۔ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وغیرہ قرآن شریف میں ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق جس کو اللہ تعالیٰ نے خُلقِ عظیم فرمایا ہے۔ قرآن شریف ہے یعنی احکام کلام اللہ شریف کے مطابق آپ کے تمام افعال وطاعات وعبادات تھے۔ پس یہ ہی کمال ہے یہی مقصود ہے بندہ ہو جانا یہ ہی بندہ سے مطلوب ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

فقط والسلام

مکرر آں کہ آج آپ کا کارڈ مشتمل بشارت تولد ہمشیرہ اسرار الحق پہنچا، اللہ تعالیٰ مبارک فرماوے اور اُس کو صالحات میں سے فرماوے طاہرہ نام مناسب ہے ورنہ جو رائے میں آوے رکھدیں اجازت ہے۔ والدہ اسرار الحق کے لیئے دعاء کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تندرست رکھے اور خوش رکھے اور لڑکیوں کو نیک خوش نصیب فرماوے۔ والدہ عتیق کی طرف سے والدہ اسرار الحق کو اور سب لڑکیوں و اسرار الحق کو سلام ودعاء۔ فقط والسلام مع الاکرام۔ راقم بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ از دیوبند روز پنجشنبہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ

۷۸۶

(۱۳)

از بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

عزیز مخلصم مولوی محمد نور الحق صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون آں کہ الحمد للہ بندہ مع عتیق الرحمٰن سلمہٗ بخیریت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماہِ رمضان المبارک بخیریت ختم ہوا۔ آج ۲۸ رمضان المبارک ہے ایک دو روزے اور باقی رہے ہیں، اللہ تعالیٰ بخیریت پورے فرماوے۔ اُمید ہے کہ آپ بھی مع والدہ صاحبہ وانوار الحق وغیرہ بخیریت ہوں گے۔ بڑی مسرّت کی خبر یہ معلوم ہوئی کہ حضرت مولانا (شیخ الہندؒ) بمبئی بخیریت پہنچ گئے اور وہاں سے وطن کی طرف کو روانہ ہو گئے، اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بخیریت وطن میں پہنچ گئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حضرت مولانا بخیر و عافیت تشریف لائے۔ اِس وقت احقر کو اپنے وہاں نہ ہونے کا افسوس رہا، اللہ تعالیٰ جلد بخیریت ملا دے۔ ارادہ یہی ہے کہ بعد عید کے دوسری، تیسری تاریخ کو یہاں سے روانہ ہو کر مدراس ہوتے ہوئے بمبئی پہنچیں گے اور وہاں دو تین روز ٹھہر کر ارادہ وطن کا کریں گے، اپنی والدہ ماجدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام کہہ دینا، اور دعاء کے لیے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ بخیریت پہنچا دے۔ راستہ بہت طویل ہے اور ریل میں ہجوم زیادہ ہوتا ہے، کئی روز تک رات دن ریل میں بیٹھنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسان فرما دے۔

عزیزہ ہانی اور شریف، عتیق وانوار الحق اور اُس کے بھائی بہن اور والدہ کو دعاء پہنچے۔ مولوی نذیر الحق صاحب کو سلام کہہ دیں اور عزیز

بشیر الحق، عطاء الحق وغیرہ کو دعا۔ اور ہمارے گھر بھی خیریت کہدیں۔
راقم عزیز الرحمٰن عفی عنہ از پرنالبٹ ملک مدراس ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ ہجری روز چہارشنبہ۔

نوٹ

اس خط کی پشت پر حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولوی مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نے بھی چند سطور تحریر فرمائی ہیں جو سفر مدراس میں ساتھ تھے جو حسب ذیل ہیں :-

از طرف عتیق الرحمٰن عفی عنہ
بمکرم و معظم جناب مولوی نور الحق صاحب
السلام و علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عرصہ سے عریضہ ارسال کرنے کا خیال تھا، مگر چونکہ جناب کی خیریت دفتری (محمد علی مالک کتب خانہ امدادیہ دیوبند) صاحب وغیرہ کے خط سے معلوم ہوتی رہی۔ اور بندہ قرآن سنانے میں مشغول رہا، اس وجہ سے تاخیر ہوئی، امید ہے کہ جناب بعافیت ہوں گے اور ہمیں بھی دعا میں فراموش نہ فرمائیں گے۔ بخدمت مولوی عبد الحمید صاحب (غازی پوری) اور مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور جناب دفتری (محمد علی) صاحب سلام مسنون عرض ہے۔ خالہ صاحبہ وغیرہ سے بھی سلام فرما دیجئے گا۔ بھائی نذیر الحق صاحب سے سلام کہیے

عتیق
بروز چہارشنبہ ۲۸ رمضان المبارک
۱۳۳۸ھ

مکتوب حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ دربارۂ اجازت حزب البحر

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً۔ می گوید فقیر محمد اشرف علی عفی عنہ کہ اجازت دادم اخی مولوی ضیاء الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ را برائے خواندن حزب البحر باجازتے کہ بخشید مراشیخی وسیدی حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ التھانوی الفاروقی مداللہ ظلہٗ علیٰ رؤس المسترشدین بسندے کہ حاصل فرمودہ اند از اجل خلفائے حضرت مولانا الشیخ ابوالحسن الشاذلی صاحب الحزب درمقام مخہ باسہل الطرق وآں این ست کہ در ماہ صفر ششم ہفتم ہشتم روزہ دارد واعتکاف کند و ہرروز سہ بار خواندہ بعدِ مغرب وبعدِ عشاء ووقتِ چاشت و در روز ختم ایصال ثواب بروح صاحب الحزب کند باز روزانہ بوقت معین معمول مقرر کند یک بار واگر اتفاقاً ناغہ شود روز آئندہ ہماں وقت قضا کند وبرائے ہر حاجتے کہ باشد تصور مطلوب بر لفظ انصرنا ویسّر لنا اُمورنا تکرار کند۔ واللہ الموفق فقط

۱۳۰۰
از گروہِ اولیاء اشرف علی

ترجمہ

حزب البحر کی اجازت کے لیے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کا مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً۔ فقیر محمد اشرف علی کہتا ہے کہ میں نے اپنے بھائی مولوی ضیاء الحق صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کو حزب البحر پڑھنے کی اجازت دے دی ہے اور یہ اجازت مجھے میرے شیخ سیدی حضرت مولانا و مرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ التھانوی الفاروقیؒ سے اس سند کے ساتھ حاصل ہوئی جو اُن کو مقام مکہ میں اجل خلفائی حضرت مولانا الشیخ ابوالحسن الشاذلی صاحب حزب البحر سے آسان طریقہ کے ساتھ پڑھنے کے لیے اجازت حاصل ہوئی تھی۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ ماہِ صفر کی چھٹی ساتویں، آٹھویں تاریخ کو روزہ رکھا جائے اور اعتکاف کیا جائے۔ اور پھر اس دعا کو چاشت کے وقت اور عشاء و مغرب کے بعد روزانہ تین تین مرتبہ پڑھا جائے۔ ختم کے روز اس کا ثواب حزب البحر کے مصنف کو پہنچا دیا جائے۔ اس کے بعد ایک وقتِ معین پر روزانہ ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے اور اگر اتفاق سے اس روز ناغہ ہو جائے تو اگلے روز اسی وقت اس کو دوبارہ پڑھے۔ اور جس ضرورت کے لیے پڑھے تو لفظ انصرنا و یسّر لنا امورنا پر اپنی ضرورت کا ذہن میں خیال کرے اور مندرجہ بالا الفاظ کو بار بار پڑھے۔ فقط

از گروہ اولیاء اشرف علی ۱۳۰۰

خطوط حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کراچوی خلیفہ دوم حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب عثمانی دیوبندی نقشبندی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ الی یوم القیامۃ

۷۸۶

(۱)

از محمد ابراہیم

مشفقی عزیزی محبی معظمی مکرمی مولوی محمد ضیاء الحق صاحب زاد عنایتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ الحمد للہ کہ من کل الوجوہ خیریت ہے اور آپ کی خیر و عافیت کا طالب ہوں۔ حضرت پیر و مرشد قبلہ دکا(؟) فیض نامہ پہنچا، یہاں تک خوشی و سرور حاصل ہوا کہ لکھا نہیں جاتا۔ خداوند کریم جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے حضور قبلہ کو مجھ نالائق عاجز مسکین کے سر پر مدام خیر و عافیت تندرستی صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے، ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں ضرور حضور کی قدم بوسی میں حاضر ہوں گا۔ آپ اپنی خیر و عافیت کا احوال لکھیں۔ حضرت قبلہ نے یہ عبارت لکھی ہے کہ مولوی ضیاء الحق کو کبھی کبھی چوٹھ آجاتی ہے، اس کو میں نہیں سمجھا، آپ ضرور خلاصہ لکھیں، خداوند کریم آپ کو صحت اور تندرستی اور سلامتی کے ساتھ دونوں جہان میں رکھے۔ مجھ نالائق میں طاقت نہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کرسکوں، آپ کے احسانوں کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں۔ سب سے اعلیٰ احسان آپ کا یہ ہے کہ

حضور قبلہ کی خادمیت اور غلامیت آپ کے وسیلہ سے نصیب ہوئی الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ رب العالمین۔

قبلہ زادہ من حافظ مولوی احمد سعید صاحب کے برخوردار ہوا (کریم احمد) اللہ تعالیٰ جل شانہٗ عمر دراز و سعادت دارین عطا فرماوے آمین ثم آمین ثم آمین۔ اس کمترین غلامانِ آں درگاہ کو بھی بندہ زادہ تاریخ ۲ جمادی الاول روز چہارشنبہ کو تولد ہوا نام احمد صدیق رکھا ہے۔ امید ہے کہ آپ ضرور حضور قبلہ کو اطلاع فرماویں گے اور دعاء درازی عمر و سعادت دارین کی کراویں گے اور آپ بھی دعاء کریں گے۔ حضور قبلہ سے ضرور دعاء کے واسطے فرما دیجئے گا اور نام تاریخی جو آپ کے خیال میں آوے وہ لکھ کے روانہ کریں اور تاریخی نام جو آپ لکھیں وہ قبلہ کو بھی خبر کر دیویں، ضرور تاریخی نام لکھیں گے، آپ کے خط آنے سے تسلی اور دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ گاہے گاہے حال احوال حضور قبلہ اور اپنی خیریت سے تسلی بخشتے رہیں۔

پتہ لفافہ یہ ہے۔ اس طرح لکھیں کہ ضلع کراچی تھانہ بولا خاں حضور قبلہ کی طرف سے فیض نامہ آیا، اس پر ضلع کراچی نہیں لکھا تھا، اس لیئے شاید کہیں اور جا پڑا گیا تھا مجھے یہاں گیارہ روز میں خط ملا، ورنہ چار پانچ روز میں خط آنا چاہیئے۔ ۲ جمادی الاول کا لکھا ہوا ۱۳ جمادی الاول کو ملا۔ میں یہاں تھانہ بولا خاں میں عرصہ تین ماہ کا ہوا کہ تھانے دار نے اپنا لڑکا عربی پڑھانے کو تنخواہ بارہ روپیہ اور خوراک پر مقرر کیا ہے۔ اور ماہِ رمضان المبارک کی رخصت کا بھی وعدہ کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آپ دعاء

فرماویں، میں ضرور حاضر ہوں گا۔ فقط تاریخ ۱۳ رجمادی الاولیٰ روز جمعہ۔ حضور میں حضرت قبلہ کے السلام علیکم، قبلہ زادہ حافظ احمد سعید و حافظ عظیم صاحب کو سلام علیکم۔ جواب و احوال اپنا تحریر فرماویں بال بچے میرے کراچی میں میرے سفر میں ساتھ رہتے ہیں۔

راقم ابراہیم بن طیب

از تحفانہ بولا خاں ضلع کراچی۔

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از محمد ابراہیم

بخدمت شریف مشفقی عزیزی جناب مولوی ضیاء الحق صاحب زاد اللہ شفقتہٗ

طرف سے کمترین ابراہیم کے۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے روشن ہووے کہ الحمد للہ بہمہ وجوہ خیریت سے ہوں اور خیر و عافیت آپ کی خواہاں و جویاں رہتا ہوں۔

جناب من عرصہ دراز گزرا کہ جناب کا حال احوال نہ معلوم ہوا، امید ہے کہ گاہے گاہے اس کمترین کو اپنی خیر و عافیت اور مدرسہ کی کیفیت وغیرہ سے خوش کرتے رہیں چونکہ آپ صاحبوں سے ایک طرح کا علاقہ اور محبت فی اللہ واقع ہے۔ اکثر اوقات خیال رہتا ہے حالاں کہ مجھے آپ کی طبیعت کا حال فی الجملہ معلوم ہے۔ آپ کو بھی اپنی ضروریات سے فراغت نہ ہوتی ہوگی۔ اور پرچہ کا لکھنا عبث معلوم ہوتا ہوگا، اس لیے نہیں لکھتے ہیں لیکن جناب عالی کبھی کبھی اس خادم کمترین کو پرچہ سے عنایت فرماتے رہیں۔ خیر یہ قصہ طول طویل

ہے مطلب ضروری لکھتا ہوں اور اپنا حال ظاہر کرتا ہوں۔ حضور قبلہ کی خدمت شریف میں ایک عرض نامہ روانہ کیا ہے اُس میں اپنا حال لکھا ہے۔ آپ حضور سے کسی وقت دریافت فرماویں گے، قبلہ جو کچھ ارشاد فرماویں یا لکھ کے دیویں، اُمید ہے کہ آپ جلد اُس ارشاد کو روانہ فرماویں گے۔ آپ ضرور حضرت سے دریافت فرماویں، مختصر حال یہ ہے کہ یہاں کیا ماڑی میں آگ لگی اور کثرت سے مکان جل گئے مجھے بھی مدرسہ سے موقوفی ہوئی، ایک مہینہ موقوف رہا، اَب پھر ماہِ شعبان سے بارہ۱۲ روپے تنخواہ پر مقرر کیا ہے۔ خدمت شریف میں آنے کا خیال تھا لیکن ایک تو یہ واردات ہوئی، دوسرا خرچ راہ اور عیال کا بظاہر نہیں موجود تھا اس لیئے رہنا ہوگیا۔ اب بھی اگر خداوند کریم جل شانہٗ کو منظور ہوا اور از غیب کوئی سبب ہو جاوے تو کچھ دُور نہیں۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ اُس ذات پاک کا فعل حکمت سے خالی نہیں۔ حضرت قبلہ سے اس امر کی بابت عرض نامہ لکھا ہے۔ دیگر ماہِ رمضان شریف کے لیئے کھجوریں روانہ کی ہیں۔ آپ تکلیف فرما کے ایک روپیہ ایک آنہ کرایہ ریل کا ادا کر کے حضور قبلہ کی نذر فرماویں گے۔ چونکہ کھجوریں تھوڑی ہیں، اس لیئے فروخت کرنا غیر مناسب ہے، اس نالائق نے خاص حضور کو روانہ کی ہیں قبلہ کو اختیار ہے وہ مالک ہیں۔ گذشتہ سال کھجوریں روانہ کی تھیں اُس میں سے کسی قدر جو فروخت ہوئی تھیں امید ہے کہ آپ کے پاس اُس کا حساب ہوگا۔ اگر کچھ پیسے زائد بچے ہوں تو اس کرایہ میں ادا فرماویں گے کم و بیش جو کچھ حساب ہووے تو آپ لکھیں گے

اور یہ خط چوں کہ اس میں کھجور کی بلٹی بند ہے اس لیے بیرنگ بھیجا گیا اس کا ایک آنہ بھی میرے ذمہ لکھیں۔ آپ کا عنایت نامہ (امید ہے) جلد آوے گا پھر جس طرح آپ لکھیں اور جتنے پیسے میرے ذمہ ہوں وہ بموجب آپ کے حکم کے خواہ ڈاک کے (خواہ) ٹکٹیں لے کر روانہ کروں یا منی آرڈر روانہ کروں، جیسا حکم ہووے زیادہ خیریت۔ والسلام

قبلہ حضور کی خدمت شریف میں (یعنی پیرو مرشد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی) السلام علیکم۔ آپ کے صاحبزادوں کو دوستوں وغیرہ کو سلام علیکم۔

احقر ابراہیم عفی عنہ

۷۸۶

(۳)

ازطرف ابراہیم عفی عنہ

بخدمت شریف حضرت مربی شفقت و مرحمت فرمائی بر حالِ مسکیناں و غریباں معظم و مکرم مرغوب قلوب الفقراء مولانا حضرت جناب عزیز و رفیق ہمراہ ہمجلیس مونس غریباں مولوی محمد ضیاء الحق صاحب مخدوم ادام اللہ عنایتکم۔ ازجانب مسکین اضعف کمترین سراپا مو بمو خطا درخطا و گناہ درگناہ ظلمت درظلمت بنام ابراہیم۔

بعد آداب و نیاز بے حد و بے حد سلام مسنون کہ سنت خیر الانام حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیا عرض کرے کہ نالائق سے بھرا ہوا ہے۔ اگر حرف حرف نقطہ نقطہ میں خطا پکڑی جاوے

تو بجا ہے اور بے شک ہے لیکن امر اُس ذاتِ پاک خالقِ انس و جان وکون ومکان مالک ومختار کے کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ میرے سے مانگو میں قبول کرنے والا ہوں۔ بندہ سرتا پا گندہ دعا کے لیئے زبان ہلاتا ہے اور ہر بار عفو کا خواہاں ہوں۔

ع زاہد نہ کند گناہ کہ قہاری تو الخ

اس شعر کے ساتھ اور بھی شعر حضرت مربی جناب مولانا ومطلوبنا مولوی (مفتی) عزیز الرحمٰن صاحب کو یاد ہے، امید رکھتا ہوں کہ کسی موقع میں آپ عنایت فرما کے لکھ کر روانہ فرما دیں تو اخلاق کریمانہ اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔ مُربّی من حضرت مرشدنا ومقصودنا فی الدارین ؎

ہزار بار بشویم دہن بہ مُشک وگلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

مجھے نہ لکھنے کی طاقت نہ لکھنے کی مجال۔ حضرت مولانا روم صاحب علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں جو صفت اپنے پیر کی بیان فرمائی ہے اگر وہ صفت اپنے مطلوب ومقصود کی ذکر کروں تو اس کو کمال بے ادبی خیال کرتا ہوں۔ مجھے کچھ تعریف وصفت اپنے مُربّی حقیقی وقبلہ تحقیقی کی بیان کرنی ہرگز ہرگز نہیں آتی ہے، کیا بیان کروں۔ خداوندِ کریم جل شانہ کی نعمتیں وَاِنْ تعد وا نعمت اللہ لَا تُحْصُوْهَا۔

اس دربارِ حقیقی سے پہنچی ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔
میرے قصور کو آپ للہ معاف فرما دیں۔ باقی آپ مختار ہیں خواہ

عتاب کریں خواہ عنایت کی نظر سے عفو و رحمت فرمادیں۔ راضی ہیں ہم اُس میں جس میں تیری رضا ہے یوں بھی واہ واہ ہے، دُوں بھی واہ واہ ہے۔ حکیم زخم کر کے گند نکالتا ہے اور مرہم لگا کے آرام دیتا ہے حکمت سے کوئی بات خالی نہیں۔

یہ دُو روپے میاں احمد بخاری کی ملکیت سے تھے جو بھیجے گئے۔ مجھے اس بات کی پوری طرح سے خبر نہ تھی، چوں کہ میں مسافر تھا، لفافہ پر آئندہ کو جس طرح ارشاد ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ اُسی طرح سے لکھا جائے گا۔ والسلام۔

راقم الحروف

عبدِ ضعیف ابراہیم عفی عنہ

۱۶ شوال روز شنبہ ۱۳۱۱ھ

عہ حضرت مولانا ابراہیم صاحب کے داماد ہیں۔

شجرۂ طیبہ

مختصر طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

یا خداوندا محمد مصطفےٰ کے واسطے
حضرتِ صدیقؓ و سلمانؓ باصفا کے واسطے

حضرتِ قاسمؒ امام جعفرؒ و شہ بایزیدؒ
بوالحسنؒ اور بو علیؒ با خدا کے واسطے

خواجہ یوسفؒ اور عبد الخالقؒ و عارفؒ ولی
شاہ محمودؒ و علی بے ریا کے واسطے

حضرتِ بابا سماسیؒ سیدِ میر کلالؒ
اور بہاء الدینؒ شہِ مشکل کشا کے واسطے

شہ علاؤ الدینؒ یعقوبؒ و عبید اللہ شاہؒ
خواجہ زاہدؒ اور درویشِ خدا کے واسطے

خواجہ امکنکیؒ و خواجہ باقی باللہؒ حق
اور مجدد الفِ ثانی پیشوا کے واسطے

شاہ معصومؒ اور سیف الدینؒ سلطانِ جہاں
سیّدِ نور محمدؒ پارسا کے واسطے

قطبِ عالم جانِ جاناں اور عبداللہ شاہؒ
شیخ کاملِ بوسعیدِؒ باحیا کے واسطے

ہادیٔ برحق شہِ عبد الغنیؒ متقی
شاہ رفیع الدینؒ پیرِ رہنما کے واسطے

عالِمِ علمِ الٰہی عارفِ سرّ اِلٰہ
مفتیٔ اعظم عزیزؒ باصفا کے واسطے

حافظ و قاری و حاجی حضرت اسحاقؒ شاہ
پیر و مُرشد صاحب جُود و سخا کے واسطے

اِن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملُول
کر دُعا مقبول اِن اہلِ صفا کے واسطے

ہے دعا میری یہی ہر دم کہ تو اپنا مجھے
کر عطا عرفان و عشق ان اولیا کے واسطے

حررہٗ :۔ مولوی محمد ضیاء الحق صاحب داماد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم سابق دار العلوم دیوبند

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡلَاۤ اَنۡ هَدٰىنَا اللّٰهُ۔

میں خداوندِ قدوس کے حضور سربسجود ہو کر انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں جس کی ذاتِ اقدس و اعلیٰ حیّ و قیوّم نے اپنے بے پایاں فضل و کرم سے اس بندۂ خطا کار و عاصی کو بہرہ اندوز فرما کر اس کارِ عظیم کو حُسنِ انجام تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی

یہ گدائے تہی دامن اپنے ربّ قدوس کی بارگاہِ جلیلہ میں لاکھ لاکھ ہدیہ ہائے تشکر و امتنان پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے

انظار الحق معراج عثمانی بی، کام
مالک معراج بک ڈپو
(دیوبند۔ یوپی) (انڈیا)

مشغلِ خرید

کتاب	قیمت
تفسیر ابنِ کثیر مع حواشی و اضافات فی جز	۶/۰
تفسیر ابنِ کثیر کامل سیٹ	۲۰۰/۰
،، ،، ،، مجلد در چار جلد	۲۱۵/۰
تفسیر حقانی پارہ ۱ کامل	۱۶/۵۰
،، ،، پارہ ۲ تا ۹ فی پارہ	۵/۵۰
،، ،، ۱۰ تا ۱۳ ،،	۵/۰
،، ،، ۱۴ تا ۱۶ ،،	۵/۵۰
،، ،، ۱۷ تا ۲۰ ،،	۵/۰
،، ،، ۲۱ تا ۲۷ ،،	۵/۵۰
،، ،، پارہ ۲۸ کامل	۱۰/۰
،، ،، ،، ۲۹ ،،	۱۱/۰
،، ،، ،، ۳۰ ،،	۲۲/۰

کتاب	قیمت
تفسیر حقانی کامل غیر مجلد	۱۶۰/۰
،، ،، ،، مجلد در چار جلد	۱۷۵/۰
تفہیم البخاری فی پارہ	۹/۰
،، ،، کامل	۲۷۰/۰
،، ،، کامل مجلد در پانچ جلد	۲۹۰/۰
در مختار اردو مع عربی فی جز	۶/۰
فتاویٰ عالمگیری اردو ،،	۶/۰
چار صحابی مجلد	۸/۰
حیاتِ ابو ہریرہ رض	۲/۰
حیاتِ سلمان فارسی رض	۲/۰
حیاتِ ابنِ عباس رض	۲/۰
حیاتِ ابو ذر غفاری رض	۲/۰
دس بڑے مسلمان مجلد	۱۵/۰
حضرت خدیجہ رض	۱/۰

ان کے علاوہ ہر قسم کی مذہبی، علمی، دینی مستند کتابوں کا اہم مرکز

معراج بک ڈپو دیوبند

ضلع سہارنپور (یو، پی)

دینی

درسی

علمی

ہر قسم

کی کتب

ملنے کا

واحد مرکز

معراج بکڈپو

دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

(انڈیا)